بچوں کے لیے دلچسپ، انوکھی، سبق آموز اور منفرد کہانیاں
4 New Stories
جادوگروں کی کہانیاں
پاک سوسائٹی ڈاٹ کام
STORY NO 5
ماسٹر پبلشرز
المعراج سنٹر
22-اُردو بازار لاہور

مکار ڈائن

عمرو عیار کو ہر وقت اپنی دولت بڑھانے کا بھوت سوار رہتا اور وہ کسی نہ کسی کو لوٹ کر اپنی دولت بڑھاتا رہتا۔عمرو اس قدر عیار تھا کہ کبھی کسی بازار میں کچھ لوٹ لیتا تو کبھی کسی امیر عورت کے گلے کا ہار اپنی عیاری سے چھین لیتا تھا۔کافی مدت سے عمرو کی خواہش تھی کہ وہ ہیرا پور کے بازاروں میں لوٹ مار کرے۔آخر ایک دن عمرو نے فیصلہ کر لیا کہ وہ ہیرا پور میں جا کر دولت اکٹھی کرے گا۔یہ فیصلہ کر کے عمرو نے ہیرا پور جانے کی تیاری شروع کر دی۔اس نے اپنی زنبیل سنبھالی اور گھوڑے پر سوار ہو کر ہیرا پور کی طرف چل دیا۔وہ گھوڑے پر سوار جنگل میں تیزی سے گھوڑے پر سوار دوڑا جا رہا تھا کہ اسے سامنے سے ایک خوبصورت لڑکی اپنی جانب آتی ہوئی دکھائی دی۔عمرو عیار نے اتنی خوبصورت لڑکی کو جنگل میں تنہا دیکھا تو حیران رہ گیا۔عمرو نے اس لڑکی کے قریب جا کر گھوڑا روک لیا اور گھوڑے سے نیچے اتر کر لڑکی سے مخاطب ہوا۔ ”اے لڑکی تو کون ہے اور اس ویران جنگل میں کیا کر رہی ہے؟“ جواب میں لڑکی نے عمرو کو بغیر دیکھے کہا۔ ”پہلے یہ بتاؤ کہ کیا تم عمرو عیار کو جانتے ہو؟“ عمرو نے لڑکی کے منہ سے جب اپنا نام سنا تو دل ہی دل میں مسکرا دیا۔عمرو نے لڑکی سے کہا۔ ”اے حسین لڑکی تجھے عمرو جیسے عیار شخص سے ایسا کیا کام ہے کہ تو اس کا پوچھ رہی ہے۔“

عمرو کی اس بات پر لڑکی نے ایک سرد آہ بھری اور عمرو کو اپنی درد بھری داستان یوں سنانا شروع کی۔

”میں پرستان کے ایک ملک کے ایک نیک دل بادشاہ کی بیٹی ہوں۔ایک

دن میرا باپ شکار پر گیا ہوا تھا کہ غدار وزیر نے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اور اس نے اپنے چند آدمیوں جنگل میں بھیج کر میرے باپ کو قتل کروا دیا۔ پھر اس غدار نے مجھے اور میری ماں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔ ہم دونوں بدنصیب ماں بیٹی پرستان سے عرب میں آ گئے اور اس بیابان جنگل میں رہنے لگے۔ ایک دن ایک بزرگ کا گزر یہاں سے ہوا انہوں نے مجھے بتایا کہ عمرو عیار کے نام کا ایک شخص اس جنگل سے گزرے گا وہ ہماری داستان سن کر ہماری مدد ضرور کرے گا کیونکہ وہ بہت سخی دل اور رحمدل انسان ہے۔ گو کہ وہ ایک لالچی انسان ہے مگر پھر بھی وہ ہماری مدد ضرور کرے گا۔ اس دن سے لے کر آج تک میں عمرو عیار کو تلاش کر رہی ہوں کہ وہ ملے تو میں اسے اپنی داستان ظلم سناؤں۔'' اتنا کہنے کے بعد شہزادی خاموش ہو گئی۔ اس کی داستان سن کر عمرو نے ایک ٹھنڈی آہ بھری اور کہنے لگا۔

'' پیاری شہزادی۔ میں ہی وہ عمرو عیار ہوں جسے تم اس جنگل میں ڈھونڈتی پھر رہی ہو۔ تمہاری داستان سن کر مجھے بہت دکھ ہوا ہے۔ میں تمہارے باپ کے قاتل سے ضرور بدلہ لوں گا۔ اور اسے اس کے کیے کی سزا ضرور دوں گا۔ اس وقت میں ہیرا پور جا رہا ہوں۔ تم ایسا کرو کہ میرا تمام مال و دولت سنبھال کر اپنے پاس رکھو۔ واپسی پر میں تم سے وصول کر لوں گا۔ ہیرا پور میں ساتھ لے جانے سے خطرہ ہے کہ کہیں وہاں پر کوئی جادوگر اسے مجھ سے چھین نہ لے۔'' اتنا کہنے کے بعد عمرو نے زنبیل سے اپنا سارا مال و دولت نکال کر شہزادی کے حوالے کر دیا۔ شہزادی نے ساری دولت سمیٹ لی اور بولی۔

'' عمرو عیار! میں تمہارے اس مال و دولت کی حفاظت اپنی جان سے زیادہ کروں گی۔ اور تمہاری واپسی کا انتظار کروں گی۔'' عمرو نے شہزادی کا شکریہ ادا کیا اور اپنے سفر پر روانہ ہو گیا۔ ایک گھنٹہ مسلسل گھوڑے کو بھگانے کے بعد عمرو نے گھوڑا روکا اور ایک سایہ دار درخت کے نیچے لیٹ کر آرام کرنے لگا۔ ابھی عمرو کو آرام کرتے

کچھ دیر ہی گزری تھی کہ اچانک زمین ہلنے لگی اور زمین میں سے ایک بھوت نمودار ہوا۔ عمرو اچانک ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا اور اس کی طرف حیرانگی سے دیکھنے لگا۔ بھوت نے عمرو عیار سے کہا۔

'' مجھے سنتری دیو نے تمہارے پاس ایک پیغام دے کر بھیجا ہے اس نے کہا ہے کہ عمرو کے بچے تم اپنے آپ کو دنیا کا عیار ترین انسان سمجھتے ہو اور میرے جادوگروں کو ستاتے رہتے ہو ان کی دولت لوٹتے رہتے ہو۔ آج میری ایک ڈائن نے اپنی عیاری کے سبب شہزادی کے روپ میں تجھے لوٹ لیا ہے اور تیرا سارا مال و دولت لے کر میرے محل میں پہنچ گئی ہے۔ تجھ سے لوٹا ہوا سارا مال میں نے اسے بطور انعام دے دیا ہے۔ جسے تو نے شہزادی سمجھا تھا وہ دراصل میری ایک عیارہ مکار ڈائن ہے۔'' اتنا کہنے کے بعد بھوت زمین میں پھر غائب ہو گیا۔ عمرو نے اس بھوت کی باتیں سنیں تو غصے سے تھر تھر کانپنے لگا۔

پھر اس نے گھوڑے پر زین کسی اور اس پر سوار ہو کر جس جگہ شہزادی کو چھوڑ آیا تھا اس طرف چل پڑا۔ جب عمرو وہاں پہنچا تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں نہ شہزادی ہے اور نہ ہی کوئی خیمہ ہے۔ یہ دیکھ کر عمرو کو اس ڈائن پر سخت غصہ آیا اور اس نے دل ہی دل میں فیصلہ کیا کہ میں اس ذلیل ڈائن کو ایسا مزا چکھاؤں گا کہ اسے بھی اپنی نانی یاد آ جائے گی۔

اس کے بعد عمرو عیار دوبارہ ہیرا پور کی طرف چل پڑا۔ جب وہ ہیرا پور کی حدود میں پہنچا تو اسے کچھ فاصلے پر تین محافظ جادوگر نظر آئے۔ عمرو نے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی خود کو ایک ڈائن کے بھیس میں تبدیل کر لیا تھا۔ محافظوں نے ڈائن سے آ کر پوچھا۔ '' تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہی ہو؟''

عمرو بولا۔ '' میں مکار ڈائن کی خالہ کی چچی کی دادی ہوں اور مجھے جادو کے ذریعے پتا چلا ہے کہ اس نے غدار عمرو عیار کو لوٹا ہے۔ اس لئے اب اسے مبارک باد

دینے جارہی ہوں۔''

یہ سن کر محافظوں نے کہا۔

''گستاخی معاف۔اگر ہمارے لائق کوئی خدمت ہو تو فرمائیں۔''

عمرو نے کہا۔''مجھے ایک آدمی چاہیے جو مجھے مکار ڈائن کے گھر تک لے چلے۔'' یہ سن کر ایک محافظ نے کہا''چلیے۔میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔''

چنانچہ وہ عمرو کے ساتھ مکار ڈائن کے گھر کی طرف چل پڑے۔راستے میں عمرو نے محافظ سے مکار ڈائن کے گھر کا پتہ باتوں باتوں میں معلوم کر لیا تھا اور اس نے آس پاس نظر دوڑا کر جائزہ لے لیا کہ کوئی اور محافظ موجود نہیں ہے۔اس کے بعد عمرو نے اپنی زنبیل سے میٹھی گولیاں نکالیں۔عمرو نے میٹھی گولیاں محافظ کو دیتے ہوئے کہا۔

''یہ تمہارا انعام ہے کہ تم نے میرے ساتھ آنے کی تکلیف کی ہے۔''

محافظ نے جب میٹھی گولیاں دیکھی تو اس کے منہ میں پانی بھر آیا۔اس نے جلدی جلدی میٹھی گولیاں لے لیں اور ان کو چٹ سے منہ میں ڈال لیا۔جیسے ہی محافظ نے گولیاں گلے کے اندر اتاریں وہ دھڑام سے بے ہوش ہو گیا۔کیونکہ ان گولیوں میں سفوف بے ہوشی ملایا ہوا تھا۔عمرو نے جلدی سے زنبیل سے رنگ وروغن عیاری نکالا اور اپنی شکل اس محافظ جیسی بنالی اور اس محافظ کی شکل اپنے جیسی بنالی۔

پھر اس نے محافظ کو گھوڑے پر لادا اور مکار ڈائن کے گھر کی طرف چل پڑا۔چونکہ عمرو نے پہلے ہی محافظ سے مکار ڈائن کے گھر کا پتہ معلوم کر لیا تھا اس لیے اسے وہاں پہنچنے میں زیادہ پریشانی نہ ہوئی۔جب عمرو مکار ڈائن کے گھر کے پاس پہنچا تو دروازے پر دو محافظ کھڑے تھے۔عمرو نے ان سے کہا۔

''میں مکار ڈائن سے ملنا چاہتا ہوں۔تم جا کر اسے اطلاع کرو۔'' ایک محافظ اندر چلا گیا۔پھر وہ واپس آیا اور عمرو سے کہا۔

''مکار ڈائن نے تمہیں اندر بلایا ہے۔'' عمرو اندر داخل ہو گیا۔مکار ڈائن اپنے کمرے میں موجود تھی۔عمرو نے اس سے کہا۔

''میری خالہ۔یہ بدبخت عمرو آپ کو مارنے کے لئے ایک ڈائن کے روپ میں اس طرف آرہا تھا۔لیکن مجھے معلوم ہو گیا اور میں نے اسے قتل کر دیا۔اب میں اسے سنتری دیو کے پاس لے جاؤں گا اور ان سے منہ مانگا انعام حاصل کروں گا۔''

مکار ڈائن بولی۔''تم نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔تمہارا نام کیا ہے؟'' ''میرا نام شاکا جادوگر ہے۔'' عمرو نے جواب دیا تو مکار ڈائن بولی۔

''بھائی شاکا! عمرو کو میرے حوالے کر دو۔میں اس کے عوض تم جو مانگو گے انعام دوں گی۔میں خود اسے سنتری دیو کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہوں۔لیکن انعام میں تمہیں واپس آکر دوں گی۔'' عمرو رضامند ہو گیا اور بولا۔

''ٹھیک ہے۔میں یہاں آرام کرتا ہوں۔اپنے محافظوں سے کہو کہ وہ اندر نہ آئیں اور میرا ہر حکم مانیں۔''

مکار ڈائن نے کہا۔''بہتر۔میں اپنے محافظوں کو سمجھا دیتی ہوں۔'' چنانچہ اس نے تمام محافظوں سے کہا کہ بغیر اجازت اندر نہ جانا اور شاکا کا ہر حکم ماننا۔اس کے بعد مکار ڈائن نقلی عمرو کو لے کر سنتری دیو کے پاس چلی گئی۔مکار ڈائن کے جانے کے بعد عمرو اٹھا اور تمام کمروں کی اچھی طرح تلاشی لینے لگا۔

اسے جس قدر بھی قیمتی سامان نظر آیا اس نے سب اپنی زنبیل میں منتقل کر دیا اور تمام دولت اکٹھی کر کے زنبیل میں ڈال دی۔اس کے بعد عمرو نے ایک محافظ کو بلایا اور اس سے کہا کہ ایک تیز رفتار گھوڑا لے کر آؤ میں سیر کرنا چاہتا ہوں۔محافظ نے حکم کی تعمیل کی اور عمرو کو ایک تیز رفتار گھوڑا لا کر دے دیا۔عمرو اس گھوڑے پر سوار ہو کر رفو چکر ہو گیا۔ادھر مکار ڈائن سنتری دیو کے پاس پہنچی اور اس نے نقلی عمرو کو سنتری دیو کے قدموں میں ڈال دیا اور بولی۔

"آقا۔ میں نے آپ کے ازلی دشمن عمرو کو ہلاک کر دیا ہے اور اس کی لاش آپ کے پاس لے آئی ہوں۔ اس کے بدلے میں مجھے کم از کم دس لاکھ اشرفیاں انعام ملنا چاہیے۔"

سنتری دیو کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ مکار ڈائن عمرو عیار کو مار کر لے آئی ہے۔ اس نے ایک منتر پڑھ کر زمین پر پاؤں مارا تو زمین میں سے ایک پتلا نمودار ہوا۔

"کیا حکم ہے میرے آقا۔" پتلے نے سر جھکاتے ہوئے پوچھا۔

"عمرو کہاں ہے۔ کیا وہ مر گیا ہے؟" سنتری دیو نے پوچھا۔

"نہیں بادشاہ۔ وہ مکار ڈائن کے گھر سے تمام مال و دولت لوٹ کر بھاگ گیا ہے۔" یہ سن کر مکار ڈائن تو صدمے سے وہیں مر گئی۔ ادھر عمرو مکار ڈائن نے جتنی دولت عمرو سے لوٹی تھی اس سے کئی گنا زیادہ دولت سمیٹ کر فرار ہو چکا تھا۔

عمرو مکار ڈائن کے گھر سے کافی دور جا کر گھوڑے سے اترا اور اپنی زنبیل سے سلیمانی قالین نکال کر اس پر بیٹھ گیا۔ اس نے سلیمانی قالین کو واپس اپنے شہر بصرہ جانے کا حکم دیا اور اس پر آرام سے لیٹ گیا۔ عمرو نے مکار ڈائن کا بہت سا مال لوٹ لیا تھا اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس مال کو دگنا کیسے کیا جائے۔

گھر پہنچ کر عمرو نے سارا مال ٹھکانے لگایا اور مزے سے لیٹ کر نیند کی وادی میں کھو گیا۔ اسی طرح دن گزرتے گئے۔ ایک دن عمرو عیار شہر میں بڑے مزے سے گھوم پھر رہا تھا کہ ایک جگہ کافی سارے لوگ مجمع لگا کر کھڑے تھے۔ اور دیوار پر لگے اشتہار کو پڑھ رہے تھے۔

عمرو عیار بھی وہاں پہنچ گیا اور ایک آدمی سے بولا۔

کیوں بھائی یہ کیا معاملہ ہے۔ کیا لکھا ہے اس اشتہار پر۔

وہ آدمی عمرو عیار کو غور سے دیکھنے کے بعد بولا۔ یہ ایک بہت بڑے چور کو پکڑنے کا اشتہار ہے اور یہ لکھا ہے کہ جو اس چور کو پکڑے گا بادشاہ کی طرف سے اس کو

ایک لاکھ اشرفی انعام میں دی جائے گی۔

عمرو عیار ایک لاکھ اشرفی کا سن کر دنگ رہ گیا اور سوچنے لگا کہ اگر وہ اس چور کو پکڑ لے تو ایک لاکھ اشرفی مل جائے گی اور زندگی کے کچھ دن آرام سے گزر جائیں گے۔

عمرو عیار بھی اس اشتہار کو غور سے دیکھنے لگا۔ کیونکہ اشتہار پر اس چور کی ہاتھ سے بنی ہوئی تصویر تھی جسے عمرو عیار غور سے دیکھ رہا تھا۔

پھر وہ خاموشی سے آگے چل دیا اور سرائے میں رات گزارنے کا سوچنے لگا۔ عمرو عیار ایک عیسائی کی سرائے میں رات گزارنے پہنچا۔ سرائے کا مالک عیسائی جوزف عمرو عیار کو دیکھ کر بولا۔ ہیلو! جی فرمائیے۔

عمرو عیار ادھر ادھر دیکھ کر بولا۔ جوزف مجھے رات گزارنی ہے کوئی سستا سا کمرہ دے دیجئے میں بہت غریب آدمی ہوں۔

جوزف دانت نکال کر بولا۔ ٹھیک ہے سستا کمرہ مل جائے گا مگر رات رہنے کے دو دینار ہوں گے۔

عمرو عیار بولا۔ ٹھیک ہے یہ لو دو دینار۔

جوزف عمرو عیار کو لے کر ایک کمرے میں گیا اور بولا یہ ہے آپ کا کمرہ اور مجھے اجازت دیجئے۔ بائے۔ عمرو عیار کمرے کا جائزہ لینے لگا۔ کمرہ نہایت گندہ تھا اور بستر بھی بہت میلا کچیلا تھا۔ عمرو عیار اسے غنیمت جان کر بستر میں گھس گیا کیونکہ یہ سردی کا موسم تھا اور باہر کافی سردی پڑ رہی تھی۔

عمرو عیار ابھی بستر میں لیٹا ہی ہو گا کہ عمرو عیار کو کھٹملوں نے کاٹنا شروع کر دیا۔ عمرو عیار جسم کھجا کھجا کر ہلکان ہو گیا اور بستر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور کمرے میں ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔ وہ بستر میں لیٹ بھی نہیں سکتا تھا۔ کھٹملوں کے زہر کی وجہ سے پورے جسم میں عمرو عیار کو جلن محسوس ہو رہی تھی۔ عمرو عیار کمرے سے باہر نکل آیا۔ باہر کافی رات ہو چکی تھی اور دور سے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔ عمرو عیار

بازار کی طرف چل پڑا۔ عمرو عیار ابھی تھوڑی آگے گیا ہوگا کہ پیچھے سے چوکیدار نے آواز دی اور بولا۔

"کون ہے تو اور کدھر جا رہا ہے۔"

عمرو گھبرا کر بولا۔ کیا بتاؤں بھائی پردیسی آدمی ہوں سرائے میں کھٹمل کاٹ رہے تھے اور تنگ آ کر باہر آ گیا ہوں۔

چوکیدار غصے سے بولا۔ تمہیں شاید پتہ نہیں اس وقت گھومنے والے کو قید میں ڈال دیا جاتا ہے۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ واپس سرائے میں چلے جاؤ اور صبح تک اپنے کمرے میں ہی رہو۔ عمرو عیار برا سا منہ بنا کر واپس سرائے میں آ گیا اور اپنے کمرے میں ٹہلنے لگا۔

اچانک عمرو عیار کو ایک ترکیب سوجھی۔ عمرو نے زنبیل سے طلسمی روغن نکالا اور اپنا حلیہ بدلا اور خود کو ایک عورت میں تبدیل کر لیا۔ عمرو اب عورت کے بھیس میں پھر بازار آ گیا اور آرام سے ٹہلنے لگا۔

وہی چوکیدار پھر ادھر آ نکلا اور بولا۔ اے عورت کون ہو تم اور اس وقت کیا کر رہی ہو۔ عمرو بولا۔ ارے کم بخت مجھے گھر میں سخت گرمی لگ رہی تھی اس لئے بازار میں ہوا خوری کے لئے آ گئی ہوں۔ چوکیدار حیرانگی سے بولا۔ ارے اتنی سخت سردی پڑ رہی ہے اور تجھے گرمی لگ رہی ہے جا واپس چلی جا اگر ادھر کوئی چور آ نکلا تو تجھے اٹھا کر لے جائے گا

عمرو مسکرا کر بولا۔ کوئی بات نہیں چور اٹھا کر لے جائے گا تو کونسا غضب ہو جائے گا۔

چوکیدار غصے سے بولا۔ لاحول ولا۔ کم بخت مرا دھر میں تو چلا۔ چوکیدار سیٹی بجاتا آگے نکل گیا۔

عمرو عیار ادھر ادھر دیکھنے لگا اور پھر آگے چل پڑا۔ اچانک سامنے عمرو عیار کو ایک کالا بھوت سا آدمی نظر آیا۔ وہ بھوت سا آدمی ایک دوکان کی طرف بڑھا۔ عمرو سمجھ گیا کہ

ضرور وہی چور ہے جو رات کو دکانیں لوٹ کر لے جاتا ہے۔ عمرو عیار ایک دکان کی اوٹ میں چھپ کر دیکھنے لگا کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ وہ کالا بھوت شاید دکان کا تالا توڑ رہا تھا۔ پھر وہ بھوت دکان میں گھس گیا۔ یہ دکان ایک صراف کی تھی۔

عمرو تھوڑا سا اور آگے بڑھا۔ اب عمرو اس دکان کے قریب پہنچ چکا تھا۔ وہ چور اندر سامان سمیٹنے میں مصروف تھا۔ جب وہ سارا سامان سمیٹ کر باہر نکلا تو عمرو کمر مٹکاتا ہوا چور کے سامنے آ گیا۔

چور گھبرا کر بولا۔ کم بخت عورت کون ہے تو۔ عمرو بولا۔ میں چورنی ہوں۔

چور حیرانی سے بولا۔ چورنی...... کیا مطلب ہے تمہارا۔

عمرو مسکرا کر۔ مطلب صاف ہے تم چور ہو اور میں تمہاری چورنی۔

وہ چور عمرو کو غور سے دیکھنے کے بعد بولا۔ میرے ساتھ چلو گی میں تمہارے ساتھ شادی کروں گا۔ عمرو بولا۔ کیوں نہیں میں بھی تو چاہتی ہوں۔

وہ چور عمرو کو لے کر اپنے اڈے پر پہنچ گیا اور اپنا سارا مال دکھایا اور بولا۔

میری رانی عیش کرو گی۔ میں نے سارا شہر لوٹ کر یہاں جمع کر رکھا ہے۔

عمرو بولا۔ بہت خوب تم ہو شہر کے سب سے بڑے چور۔ پھر تو میں خوش قسمت نکلی جسے تمہارے جیسا کامیاب چور شوہر کی صورت میں ملا۔ آؤ اس خوشی میں منہ میٹھا کرتے ہیں۔

عمرو نے زنبیل سے میٹھی گولی نکالی اور اس چور کی طرف بڑھائی۔ وہ چور بے خبری سے میٹھی گولی نگل گیا اور جب گولی اس کے اندر گئی تو اسے چکر آنے لگے۔ اور وہ دھڑام سے فرش پر گر گیا۔ عمرو نے اس کے بعد اپنا حلیہ تبدیل کیا اور اس چور کو باندھ دیا۔ پھر عمرو شہر کی طرف گیا اس وقت تک صبح ہو گئی تھی۔

عمرو نے جا کر بادشاہ کو اس چور کے بارے اطلاع دی۔ بادشاہ نے اپنے سپاہی عمرو کے ساتھ بھیجے اور سارا مال اور چور کر پکڑ کر لے آئے۔ بادشاہ بہت

خوش ہوا اور وعدے کے مطابق عمرو کو ایک لاکھ اشرفیاں انعام میں دی۔ عمرو خوشی خوشی اپنے گھر کی جانب روانہ ہوا۔ واپس آ کر اس نے ایک لاکھ اشرفیاں بھی وہیں سنبھال کر رکھ دیں جہاں اس نے مکار ڈائن سے لوٹا ہوا مال رکھا تھا۔

مال سنبھال کر عمرو اطمینان سے اپنے کمرے میں آیا اور بستر پر لیٹ گیا۔ وہ اب بھی یقیناً یہی سوچ رہا ہوگا کہ اب کس کا مال لوٹنا ہے۔ اسی سوچ میں پڑے پڑے عمرو کو نیند آ گئی اور وہ سو گیا۔ تھوڑی دیر بعد عمرو کو ایسا لگا جیسے کسی نے اس کی کمر میں ٹھوکر رسید کی ہے۔ عمرو تڑپتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ عمرو کے سامنے تین دیو ہاتھوں میں لمبے لمبے گرز پکڑے کھڑے تھے۔ انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے عمرو کو ایک کالی بوری میں ڈالا اور آسمان میں اڑنے لگے۔

تھوڑی دیر کے بعد عمرو کو بوری کے اندر ہی ایک جگہ پٹخ دیا گیا۔ بوری کا منہ اوپر سے بند تھا۔ عمرو وہیں پڑا اہل رہا تھا لیکن بوری میں بند ہونے کی وجہ سے جلد تھک گیا اور خاموش ہو کر لیٹا رہا۔

تھوڑی دیر کے بعد ایک دیو آیا اور اس نے عمرو کو بوری میں سے نکالا اور ایک پنجرے میں قید کر دیا۔ کافی دیر بوری میں رہنے کی وجہ سے باہر نکلتے ہی عمرو کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں۔ اسے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا۔ بس اسے اتنا ہی پتا چل سکتا تھا کہ اسے بوری میں سے نکال کر ایک پنجرے میں بند کر دیا گیا ہے۔ کچھ لمحوں کے بعد عمرو کی بینائی بحال ہوئی تو اس نے دیکھا کہ اس کے قریب ہی ایک اور پنجرے میں امیر حمزہ بھی قید ہیں۔

یہ دیکھتے ہی عمرو تیر کی طرح سیدھا کھڑا ہو گیا اور اس پنجرے کی طرف دیکھنے لگا جس میں امیر حمزہ قید تھا۔ عمرو نے امیر حمزہ کو ہلکی سی آواز دی اور اپنی طرف متوجہ کیا۔ امیر حمزہ نے عمرو کو دیکھ کر ہاتھ ہلایا۔ انہوں نے اشارے سے ہی عمرو عیار کو یہاں سے نکلنے کی ترکیب کا کہا تو عمرو عیار نے زنبیل سے پتھر کا ایک ٹکڑا نکال کر امیر

حمزہ کو دکھایا۔ امیر حمزہ اس پتھر کو دیکھ کر خوش ہو گئے۔ ''واہ عمرو...... شاباش...... کس وقت کا ارادہ ہے۔'' امیر حمزہ نے خوشی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

''ذرا رات تو ہو لینے دیں۔ ایسی وارداتیں عموماً رات کے وقت ہی کی جاتی ہیں۔'' عمرو نے کہا۔ اس کے بعد امیر حمزہ اور عمرو باتوں میں لگ گئے۔ جب رات کا ایک پہر گزر گیا تو عمرو نے زنبیل سے دوبارہ وہی کالے رنگ کا پتھر نکالا۔ یہ سنگ سلیمانی تھا۔ عمرو نے سنگ سلیمانی اپنے پنجرے کے ساتھ لگایا تو پنجرے کی سلاخیں ٹوٹ گئیں اور عمرو آزاد ہو گیا۔ دراصل سنگ سلیمانی میں یہ خاصیت تھی کہ یہ پتھر جس چیز سے چھو جاتا ہے اس چیز پر جادو کا اثر ختم ہو جاتا ہے۔ آزاد ہونے کے بعد عمرو نے سنگ سلیمانی امیر حمزہ کے پنجرے سے لگایا اور دوسرے ہی لمحے امیر حمزہ بھی آزاد تھے۔ پھر عمرو نے سنگ سلیمانی قید خانے کے دروازے سے رگڑا تو قید خانے کا دروازہ بھی غائب ہو گیا۔ اس طرح عمرو اور امیر حمزہ قید خانے سے آزاد ہو گئے۔

سرنگوں اور مختلف راہ داریوں سے گزرنے کے بعد عمرو اور امیر حمزہ شہنشاہ پارس کے کمرے کے سامنے آ پہنچے۔ ہر طرف تاریکی کا راج تھا اور ایک خوفناک قسم کا سناٹا ہر طرف مسلط تھا۔ عمرو نے زنبیل سے طلسمی تلوار نکال کر ہاتھ میں پکڑ لی۔ کمرے میں داخل ہونے سے پہلے امیر حمزہ نے کوئی وظیفہ پڑھ کر اپنے اور عمرو کے جسم پر پھونک ماری۔ اس وظیفہ کی تاثیر یہ تھی کہ اسے پڑھنے کے بعد کسی قسم کا جادو اثر انداز نہیں ہو سکتا تھا۔ عمرو نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔ مگر دروازہ تو بند تھا۔ عمرو نے خاصی زور آزمائی کی۔ مگر دروازہ نہ کھلنا تھا نہ کھلا۔ ''اب کیا کیا جائے عمرو۔'' امیر حمزہ نے فکر مند لہجے میں کہا۔ ''کچھ نہیں۔ اللہ اللہ کریں۔''

یہ کہتے ہوئے عمرو نے زنبیل سے سنگ سلیمانی نکالا اور دروازے کے ساتھ رگڑ دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ غائب ہو چکا تھا۔ عمرو تلوار ہاتھ میں تھامے اندر داخل ہو گیا۔ امیر حمزہ بھی اس کے ساتھ تھے۔ شہنشاہ ہمام اور شہنشاہ پارس مسہریوں پر پڑے

سو رہے تھے۔ عمرو نے آگے بڑھ کر ان پر وار کرنا چاہا مگر امیر حمزہ بولے۔

''ٹھہرو عمرو۔ سوئے ہوئے غافل دشمن پر وار کرنا جوانمردی نہیں ہے پہلے ہمیں ان کو جگا لینا چاہیے۔'' ''مگر اے امیر! اس طرح ہم مشکل میں بھی پھنس سکتے ہیں۔'' عمرو نے پریشانی سے کہا۔

''تم فکرمند نہ ہو عمرو۔ زندگی اور موت اللہ کے قبضے میں ہے۔ اگر ہم اپنے دشمنوں کو نیند میں موت کی نیند سلا دیا تو اللہ ہم سے ناراض ہو جائے گا۔ تم انہیں جگا دو۔'' امیر حمزہ نے اُسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے یا امیر۔ مجھے آپ کی بات سے اتفاق ہے۔'' یہ کہتے ہوئے عمرو آگے بڑھا اور دونوں شہنشاہوں کو جھنجھوڑنے لگا۔ وہ دونوں بیک وقت ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھے۔ ان کی نظر عمرو اور امیر حمزہ پر پڑی تو وہ بوکھلا گئے۔

''تت۔ تم۔ قید سے۔'' عمرو نے شہنشاہ ہمام کی بات کاٹ دی۔

''ہاں۔ ہم قید سے نکل آئے ہیں اور تمہاری موت بن کر تمہارے سر پر آپہنچے ہیں۔ مگر موت کا راستہ دکھانے سے پہلے ہم تمہیں جگانا ضروری سمجھتے تھے تاکہ تم نیند میں موت کا راستہ بھول نہ جاؤ۔'' عمرو نے سینہ تانتے ہوئے کہا۔ مگر اس کے لہجے میں طنز نمایاں تھا۔

''افسوس۔ تم نے ایک سنہری موقع ضائع کر دیا۔ تم ہم دونوں کو سوتے میں خاموشی سے موت کے گھاٹ اتار سکتے تھے۔'' شہنشاہ پارس نے کہا۔

''ہم بزدل نہیں ہیں۔ جوانمرد ہیں اور جوانمردی یہی تھی کہ ہم اپنے دشمنوں کو ہوش حواس میں لا کر موت کا انعام دیتے۔'' اس مرتبہ امیر حمزہ نے انہیں جواب دیا۔

''اوہ۔ مجھے حیرت ہے تم پر۔ تم واقعی بہت اعلیٰ انسان ہو۔ تم نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں۔ ہم تمہیں طرح طرح کی اذیتیں دیتے رہے۔ مگر تم ہمارے خواب و خیال سے بھی بڑھ کر بڑے نکلے۔ ہم تم دونوں کو اپنا دوست بناتے ہیں۔ اپنا

بھائی بناتے ہیں۔'' شہنشاہ پارس نے روہانسی آواز میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔

''موت کو سر پر کھڑا دیکھ کر بہانے بنا رہے ہو۔ موت سے بچنے کے لئے تم ہمیں اپنا دوست بنانے لگے ہو۔ میری طرح تم بھی بہت عیار معلوم ہوتے ہو۔ مگر شاید یہ نہیں جانتے کہ کوئی عیار دوسرے عیار کو عیاری نہیں دکھا سکتا۔'' عمرو نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہم موت سے نہیں ڈرتے۔ تم بے شک یہ تلوار ہمارے سینے میں گھونپ دینا۔ لیکن اس سے پہلے ہم تم سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کچھ بتانا چاہتے ہیں تمہیں۔'' یہ کہتے ہوئے شہنشاہ پارس کی آنکھوں سے مزید آنسو بہنے لگے۔ شہنشاہ ہمام بھی رونے لگا تھا۔

اتنے بہادر اور جری دیوؤں کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر امیر حمزہ ٹھٹکے۔ وہ نرم لہجے میں بولے۔

''تم جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو؟'' اس پر شہنشاہ پارس نے اپنے آنسو صاف کئے اور کہنے لگا۔ ''مجھے صرف تمہاری صاف گوئی پر اپنی داستان تمہیں سنانے کا خیال پیدا ہوا۔ مجھے یقین ہے کہ صاف گو ہونے کی وجہ سے تم ہماری داستان پر یقین کر لو گے۔

ہماری داستان کچھ اس طرح ہے کہ ہمارا باپ جس کا کامی دیو تھا اپنے ملک کا بادشاہ تھا اور ہم یعنی میں اور میرا بھائی شہنشاہ ہمام اپنے باپ کے ولی عہد تھے پھر ایک دن ایک بہت بڑے جادوگر نے اپنی فوجوں کے ساتھ ہمارے ملک پر حملہ کر دیا۔ میرے باپ نے اس جادوگر کا مقابلہ کرنے کی ہر طرح کوشش کی۔ مگر وہ بہت بڑا جادوگر تھا۔ اس نے ہمارے باپ کامی دیو کو ہلاک کر دیا اور ہمارے ملک پر قابض ہو گیا۔ اس جادوگر نے میرے چہرے کو کتے کے چہرے جیسا بنا دیا اور مجھے کتوں کی وادی میں پھینک دیا۔ میرے بھائی کا چہرہ اس نے سانپ جیسا بنا کر اسے سانپوں کی وادی میں پھینک دیا۔ اس طرح ہم دونوں اپنی الگ الگ زندگی گزارنے لگے۔ اس

جادوگر کی شکل وصورت تو ہم دیکھ نہیں سکے تھے۔اس لئے اس سے بدلہ لینے کے قابل نہ رہے۔

یہ ہے ہماری داستان۔ہم نے یہ داستان تمہیں اس لئے سنائی ہے کہ تم ہمیں موت کے گھاٹ اتارنے سے پہلے یہ جان لو کہ ہم جادوگر ضرور ہیں مگر اتنے بڑے نہیں کہ اپنے چہروں کو انسانوں جیسا بنا سکیں۔ہم بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔''
یہ کہہ کر شہنشاہ پارس خاموش ہوگیا۔امیر حمزہ نے ایک ٹھنڈی سانس بھری اور بولے۔''تمہاری یہ داستان میں بہت پہلے سے جانتا ہوں۔''
''مگر کیسے۔آپ یہ داستان پہلے سے کیسے جانتے ہیں۔''شہنشاہ پارس نے ہکابکا ہوکر پوچھا۔شہنشاہ ہمام بھی حیران تھا۔
''اس طرح کہ تمہارا باپ کامی دیو میرا بہت ہی قریبی دوست تھا۔مجھے یہ علم نہیں ہوسکا تھا کہ تمہارے باپ پر کس نے حملہ کیا ہے ورنہ میں کامی دیو کی ضرور مدد کرتا۔بعد میں مجھے پتہ چلا کہ شوی جادوگر نے کامی دیو کو ہلاک کر کے اس کے ملک پر قبضہ کرلیا ہے۔اس سے مجھے سخت صدمہ ہوا۔لیکن میں کچھ بھی نہیں کرسکتا تھا۔''
''تو کیا......تو کیا ہمارے ملک پر حملہ کرنے والا جادوگر شوی تھا۔''شہنشاہ ہمام نے حیرت زدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔
''ہاں۔شوی جادوگر نے ہی تمہارے ملک پر قبضہ کیا تھا اور تمہیں سانپ بنا کر سانپوں کی دنیا میں اور تمہارے بھائی کو پارس بنا کر شگالوں کی وادی میں پھینک دیا تھا۔''امیر حمزہ نے انہیں اصل راز سے آگاہ کرتے ہوئے کہا۔
''شوی۔اس نے ہمیں بہت بڑا دھوکہ دیا ہے۔مگر اب وہ ہم سے بچ نہیں سکے گا۔لیکن۔''اتنا کہہ کر شہنشاہ ہمام خاموش ہوگیا۔اس کی بات کو شہنشاہ پارس نے مکمل کیا۔''لیکن تم ہم سے اپنا انتقام لے سکتے ہو۔تم اس تلوار سے ہم دونوں کے سر اڑا سکتے ہو۔''

''نہیں نہیں۔ایسا نہیں ہوسکتا۔تم نے ہمیں اپنا بھائی کہا ہے۔یہ تلوار صرف
ں کے لئے ہے۔بھائیوں کے لئے نہیں۔''یہ کہتے ہوئے عمرو نے شہنشاہ پارس کو
لگا لیا۔شہنشاہ ہمام امیر حمزہ کے گلے لگ گیا۔اس کے بعد عمرو شہنشاہ ہمام کے گلے
اور شہنشاہ پارس امیر حمزہ کے گلے لگ کر رونے لگا۔
اس ملن کے بعد امیر حمزہ بولے۔
''بھائیو۔تم سے میری ایک التجا ہے۔میری خواہش ہے کہ تم مسلمان ہوکر
ے سگے بھائیوں کی حیثیت اختیار کرلو۔''

☆......☆......☆

طلسم ہوشربا کا جادوگر

طلسم ہوشربا کے ایک بڑے ملک کے بادشاہ جادوگر جو جادوئی
لہ نامی ملک کا شہنشاہ تھا نے عرب کے امیر حمزہ کے خلاف بغاوت کردی۔امیر
ہ نے کچھ عرصہ پیشتر اس جادوگر کو شکست دی تھی اور اس نے خراج دینا منظور کیا
لیکن اچانک اس نے امیر حمزہ کے خلاف پھر بغاوت کردی اور انہیں کہلا بھیجا
ہ وہ خراج ادا نہیں کرے گا۔امیر حمزہ نے پہلے تو اس جادوگر کو سمجھایا لیکن جب
ں کے کان پر جوں تک نہ رینگی تو امیر حمزہ نے دنیا کے مانے ہوئے عیار عمرو کو اس
دوگر کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔جادوئی گولہ سطح زمین پر آباد نہیں تھا بلکہ
ن طشتری میں واقع تھا۔یعنی وہ زیرزمین یا زمین دوز ملک تھا۔عمرو ایک مرتبہ
لے بھی جادوئی گولہ جا چکا تھا۔
طلسم ہوشربا کے ایک خونی صحرا میں ایک بلند و بالا مینار تھا۔مینار کی

بلندی ایک ہزار گز تھی۔ جبکہ چوڑائی ایک سو گز تھی۔ مینار کے کلس پر ایک
چاند جو غالباً چاندی کا بنا ہوا تھا لگا ہوا تھا۔ مینار کا دروازہ نظر نہیں آتا تھا کیوَ
کا محافظ ایک خونی گدھ تھا۔ اور اس خونی گدھ کا بھی ایک محافظ تھا جو کہ ایک
تھا۔ یہ اژدھا ہر وقت خونی گدھ کی گردن سے چمٹا رہتا تھا۔ چاند کی چو
رات کو یہ گدھ مینار کے کلس پر بنے ہوئے چاند پر آ بیٹھتا تھا۔ اس خونی گ
ہلاکت کے بعد ہی مینار کا دروازہ کھل سکتا تھا۔ دروازہ کے سامنے سے ز
جاتے تھے جو کہ اڑن طشتری تک چلے جاتے تھے۔ اس کے بعد جادوئی
حدود شروع ہو جاتی تھی۔ عمرو طلسمی گھوڑے پر سوار ہوا اور طلسم ہوشربا کے ا
کی طرف روانہ ہو گیا جس میں وہ مینار واقع تھا۔ چونکہ عمرو طلسمی گھوڑے پر سو
جا رہا تھا اس لئے اسے طلسم ہوشربا کے سرحدی محافظوں سے بھڑنا نہ پڑا۔ و
ہوا سرحد عبور کر گیا۔ جونہی عمرو اس صحرا میں داخل ہوا زوردار آندھی چلنے
درخت جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے۔ ریت کے تودے اڑ اڑ کر عمر
گھوڑے سے ٹکرانے لگے۔

عمرو پریشان ہو گیا۔ طوفان تھا کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ طلسمی
ہنہناتا ہوا ڈگمگا رہا تھا۔ لیکن عمرو نے پوری قوت سے گھوڑے پر قابو پایا ہوا
تھوڑی دیر بعد طوفان ہٹا تو فضا میں ایک ہیبت ناک جن نمودار ہوا۔ عمرو سمجھ گی
اسی جن نے یہ سارا طوفان برپا کیا تھا۔ اس کے سر پر دو لمبے لمبے نوکیلے اور خم
سینگ اگے ہوئے تھے۔ تمام دانت خوفناک انداز میں منہ سے باہر نکل رہے تھے
گز بھر کی زبان منہ سے باہر لٹک رہی تھی جیسے وہ کوئی خوفناک اژدھا ہو۔ عمرو
خونخوار جن کو دیکھ کر تھوڑا خوف زدہ ہو گیا۔ جن نے اپنی کڑکتی ہوئی آواز میں کہا۔

''عمرو کے بچے۔ آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو ورنہ میں منہ سے شعل

برسات کر کے تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔'' عمرو اس کی خوفناک آواز سن کر
خوفزدہ ہو گیا اور بولا: ''تت۔ تم کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟'' عمرو نے
راتی آواز میں پوچھا۔ ''میں جادوئی کولہ کے شہنشاہ جادوگر کا ایک ادنیٰ غلام
ں۔ وفاداری میرا شیوہ ہے جو غلط ارادے سے میرے آقا کی طرف بڑھتا ہے
اسے جلا کر بھسم کر دیتا ہوں۔ اگر تم میرے منہ سے نکلنے والی آگ سے بچنا
ہتے ہو تو واپس مڑو اور جہاں سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ۔'' جن نے عمرو کو دھمکی
تے ہوئے کہا۔

''تم مجھے آگے بڑھنے سے کیسے روک سکو گے؟'' عمرو نے جرأت سے
ما۔ اب وہ اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا۔ اس جیسے تو سینکڑوں جنون کو عمرو نے تگنی
اچ نچا دیا تھا۔ وہ جن کی خوفناک شکل دیکھ کر چند لمحے تک ضرور خوفزدہ ہو گیا تھا
ن پھر وہ شیر ہو گیا۔ جن نے جو عمرو کا جواب سنا تو غراتا ہوا بولا۔

''ٹھیک ہے۔ اگر تمہیں خود پر اتنا ہی گھمنڈ ہے تو نکال لو اپنا گھمنڈ۔ میں
ں نہیں مڑوں گا بلکہ آگے بڑھوں گا۔'' عمرو نے سینہ تانتے ہوئے جواب دیا۔
تھ ہی عمرو نے اپنا گھوڑا کچھ آگے بڑھا دیا۔ ''تمہاری یہ ہمت کہ مجھ سے ٹکر لے
۔ اب تم اگلے جہان میں جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔'' یہ کہتے ہوئے جن بھی
کے بڑھا اور عمرو کے سامنے پہنچ کر منہ سے شعلوں کی برسات کرنے لگا۔ لیکن عمرو
فوراً زنبیل سے چادر سلیمانی نکال کر اپنے آگے تان لی۔ جن کے منہ سے نکلنے
لے شعلے چادر سلیمانی سے ٹکرائے اور ٹھنڈے پڑ گئے۔

یہ دیکھ کر جن کو اور زیادہ غصہ آ گیا، اور اس نے منہ سے شعلے برسانے
کر دیئے۔ پھر اس نے کچھ سوچا اور منہ سے شعلوں کے بجائے بڑے بڑے پتھر
سانے شروع کر دیئے۔ جوں جوں پتھر عمرو کے قریب آنے لگے ان کا سائز بڑا

بلندی ایک ہزار گز تھی۔ جبکہ چوڑائی ایک سو گز تھی۔ مینار کے کلس پر ایک چمکا
چاند جو غالباً چاندی کا بنا ہوا تھا لگا ہوا تھا۔ مینار کا دروازہ نظر نہیں آتا تھا کیونکہ
کا محافظ ایک خونی گدھ تھا۔ اور اس خونی گدھ کا بھی ایک محافظ تھا جو کہ ایک ا
تھا۔ یہ اژدھا ہر وقت خونی گدھ کی گردن سے چمٹا رہتا تھا۔ چاند کی چود
رات کو یہ گدھ مینار کے کلس پر بنے ہوئے چاند پر آ بیٹھتا تھا۔ اس خونی گد
ہلاکت کے بعد ہی مینار کا دروازہ کھل سکتا تھا۔ دروازہ کے سامنے سے زینے
جاتے تھے جو کہ اڑن طشتری تک چلے جاتے تھے۔ اس کے بعد جادوئی گو
حدود شروع ہو جاتی تھی۔ عمرو طلسمی گھوڑے پر سوار ہوا اور طلسم ہوشربا کے اس
کی طرف روانہ ہو گیا جس میں وہ مینار واقع تھا۔ چونکہ عمرو طلسمی گھوڑے پر سوا
جا رہا تھا اس لئے اسے طلسم ہوشربا کے سرحدی محافظوں سے بھڑنا نہ پڑا۔ وہ
ہوا سرحد عبور کر گیا۔ جونہی عمرو اس صحرا میں داخل ہوا زوردار آندھی چلنے
درخت جڑوں سے اکھڑ اکھڑ کر گرنے لگے۔ ریت کے تودے اڑ اڑ کر عمرو
گھوڑے سے ٹکرانے لگے۔

عمرو پریشان ہو گیا۔ طوفان تھا کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ طلسمی
ہنہناتا ہوا ڈگمگا رہا تھا۔ لیکن عمرو نے پوری قوت سے گھوڑے پر قابو پایا ہوا
تھوڑی دیر بعد طوفان ہٹا تو فضا میں ایک ہیبت ناک جن نمودار ہوا۔ عمرو سمجھ گی
اسی جن نے یہ سارا طوفان برپا کیا تھا۔ اس کے سر پر دو لمبے لمبے نوکیلے اور خم
سینگ اگے ہوئے تھے۔ تمام دانت خوفناک انداز میں منہ سے باہر نکل رہے
گز بھر کی زبان منہ سے باہر لٹک رہی تھی جیسے وہ کوئی خوفناک اژدھا ہو۔ عمرو
خونخوار جن کو دیکھ کر تھوڑا خوف زدہ ہو گیا۔ جن نے اپنی کڑکتی ہوئی آواز میں کہا۔
"عمرو کے بچے۔ آگے بڑھنے کی کوشش نہ کرو ورنہ میں منہ سے شعا

لے برسا کر تمہیں جلا کر بھسم کر دوں گا۔" عمرو اس کی خوفناک آواز سن کر
خوفزدہ ہو گیا اور بولا: "تت۔ تم کون ہو اور مجھ سے کیا چاہتے ہو؟" عمرو نے
[illegible] آواز میں پوچھا۔ "میں جادوئی گولہ کے شہنشاہ جادوگر کا ایک ادنیٰ غلام
ہوں۔ وفاداری میرا شیوہ ہے جو غلط ارادے سے میرے آقا کی طرف بڑھتا ہے
میں اسے جلا کر بھسم کر دیتا ہوں۔ اگر تم میرے منہ سے نکلنے والی آگ سے بچنا
چاہتے ہو تو واپس مڑو اور جہاں سے آئے ہو وہیں چلے جاؤ۔" جن نے عمرو کو دھمکی
دیتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے آگے بڑھنے سے کیسے روک سکو گے؟" عمرو نے جرأت سے
پوچھا۔ اب وہ اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا۔ اس جیسے تو سینکڑوں جنوں کو عمرو نے تگنی
کا ناچ نچا دیا تھا۔ وہ جن کی خوفناک شکل دیکھ کر چند لمحے تک ضرور خوفزدہ ہو گیا تھا
لیکن پھر وہ شیر ہو گیا۔ جن نے جو عمرو کا جواب سنا تو غراتا ہوا بولا۔
"ٹھیک ہے۔ اگر تمہیں خود پر اتنا ہی گھمنڈ ہے تو نکال لو اپنا گھمنڈ۔ میں
واپس نہیں مڑوں گا بلکہ آگے بڑھوں گا۔" عمرو نے سینہ تانتے ہوئے جواب دیا۔
ساتھ ہی عمرو نے اپنا گھوڑا کچھ آگے بڑھا دیا۔ "تمہاری یہ ہمت کہ مجھ سے ٹکر لے
سکو۔ اب تم اگلے جہان میں جانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔" یہ کہتے ہوئے جن بھی
آگے بڑھا اور عمرو کے سامنے پہنچ کر منہ سے شعلوں کی برسات کرنے لگا۔ لیکن عمرو
نے فوراً زنبیل سے چادر سلیمانی نکال کر اپنے آگے تان لی۔ جن کے منہ سے نکلنے
والے شعلے چادر سلیمانی سے ٹکرائے اور ٹھنڈے پڑ گئے۔

یہ دیکھ کر جن کو اور زیادہ غصہ آ گیا، اور اس نے منہ سے شعلے برسانے
بند کر دیئے۔ پھر اس نے کچھ سوچا اور منہ سے شعلوں کے بجائے بڑے بڑے پتھر
برسانے شروع کر دیئے۔ جوں جوں پتھر عمرو کے قریب آنے لگے ان کا سائز بڑا

ہوتا گیا۔عمرو نے فوراً زنبیل سے سنگ سلیمانی نکال لیا۔جو پتھر بھی قریب آتا اس سے سنگ سلیمانی رگڑ دیتا اور وہ پتھر روئی کے گالے میں تبدیل ہو کر ہوا اڑتا ہوا کسی اور طرف چلا جاتا۔

پل بھر میں جن کے منہ سے نکلے ہوئے تمام پتھر روئی کے گالوں تبدیل ہو گئے۔اب تو جن کو چہرہ غصے سے لال پیلا ہو گیا اور غصے سے اس کا انگارے کی طرح دہکنے لگا۔اب اس نے منہ سے آگ کے بڑے بڑے گو نکال کر تیزی سے عمرو کی طرف پھینکنے شروع کر دیئے۔عمرو نے آب سلیمانی نکال ان گولوں پر پھینکنا شروع کر دیا اور چند لمحوں میں وہ تمام گولے ریت کے ذرات مانند ہوا میں اڑنے لگے۔جن کے تمام حربے عمرو عیار پر ناکام ہو چکے تھے۔ج دانت کچکچاتا ہوا عمرو کی طرف بڑھا۔

"عمرو کے بچے۔اب میں تم سے دو دو ہاتھ کروں گا۔میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔اب تم میرے حملے سے بچو۔" یہ کہتے ہوئے جن ہوا میں پرواز کرتا عمرو کی طرف جھپٹا۔عمرو بھی تیار تھا۔اس نے زنبیل سے حیدری تلوار نکال کر ا ہاتھ میں تھام لی۔

جونہی جن قریب آیا عمرو نے اس کی ٹانگوں پر بھرپور وار کر دیا۔جم سے جن کی دونوں ٹانگیں کٹ گئیں اور وہ بری طرح چیخنے چلانے اور منہ جھاگ اڑانے لگا۔عمرو نے اسے سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور تلوار کا ایک بھرپور وار ا کے سر پر کیا جس سے تلوار اس کے دونوں سینگوں کے درمیان سے کھوپڑی کو چیر ہوئی گزر گئی۔جن کے جسم سے سرخ خون کی بجائے سیاہ رنگ کا سیال مادہ بہنے لگا جن چند لمحے تڑپا اور پھر راکھ کا ڈھیر بن کر زمین کی طرف گرتا چلا گیا۔

اب عمرو نے اپنا طلسمی گھوڑا آگے بڑھایا۔جلد ہی عمرو صحرا میں اس مینا

کے سامنے پہنچ گیا۔اس نے اپنا گھوڑا زمین پر اتار دیا۔پھر وہ گھوڑے سے نیچے اترا اور گھوڑے کو اس نے اپنی زنبیل میں ڈال لیا۔آج چاند کی چودھویں رات تھی اور خونی گدھ کو اپنے محافظ اژدھے کے ساتھ آج ہی آنا تھا۔عمرو سفر پر جانے سے پہلے ہی سوچ سمجھ لیا تھا۔ورنہ اسے اس صحرا میں خونی گدھ کے آنے کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔

ابھی گدھ کے آنے میں خاصی دیر تھی اور عمرو جانتا تھا کہ خونی گدھ کو اس وقت تک ختم نہیں کیا جا سکتا ہے جب تک اس کے محافظ اژدھے کو ختم نہ کیا جائے جو ہر وقت اس کی گردن کے گرد لپٹا رہتا تھا۔آخر عمرو نے اس اژدھا کو مارنے کی بھی ایک ترکیب سوچ لی۔اس نے اپنی زنبیل سے بہت سا موم نکالا۔پھر عمرو نے آگ جلا کر موم کو پگھلایا۔جب موم خوب پگھل گیا تو عمرو نے اسے بل دے کر ایک لمبا سا رسہ بنا لیا۔رسے کو ایک طرف سے چپٹا کر کے عمرو نے اژدھا کا منہ بنایا اور دوسرا سرا باریک کر کے اس نے دم بنا لی۔پھر عمرو نے اپنی زنبیل سے رنگ و روغن نکالے اور اس موم کے رسے پر پھیر کر اسے اژدھا جیسا بنانے لگا۔ تھوڑی دیر بعد عمرو نے ایک نقلی اژدھا بنا لیا۔لیکن چونکہ یہ عمرو کے ہاتھ سے بنا ہوا تھا اس لئے اس میں بڑی صفائی تھی۔اور عمرو نے بڑی مہارت سے اس نقلی اژدھا کو بنایا جو کہ بالکل اصلی دکھائی دیتا تھا۔

عمرو نے اس اژدھے کو ایک طرف رکھا اور پھر چادر سلیمانی اپنے اوپر اوڑھ کر بیٹھ گیا۔چادر سلیمانی اوڑھ لینے کی وجہ سے وہ نظر نہیں آ رہا تھا۔جب چودھویں کا چاند اپنے پورے عروج پر آ کر چمکنے لگا تو مینار کا محافظ خونی گدھ اڑتا ہوا آیا اور مینار کے کلس پر بنے ہوئے چاند پر بیٹھ گیا۔اس کے گلے میں اس کا محافظ اژدھا بھی تھا۔عمرو نے اپنا موم کا بنایا ہوا اژدھا اٹھایا اور زور سے کلس کی طرف

پھینک دیا۔

عمرو نے موم کے اژدھے کی دم کے ساتھ دھاگا باندھ دیا تھا۔ مو
اژدھا کلس کے ساتھ جا چپکا اور عمرو نے دھاگے کے ذریعے اسے ہلانا شروع
دیا۔ خونی گدھ کا محافظ اژدھا سمجھا کہ شاید کوئی دوسرا اژدھا آ گیا ہے۔ چنانچ
گدھ کی گردن سے الگ ہو گیا اور موم کے اژدھا پر حملہ آور ہو گیا۔ اس نے
کے اژدھا کے گرد بل ڈال کر اسے کسا تو وہ بھی اس کے ساتھ چپک کر رہ گیا۔
نے دھاگے کو کھینچا اور موم کا اژدھا اور اصلی اژدھا دونوں زمین پر آ گرے۔
نے جلدی سے تلوار کے ساتھ اس اژدھے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور پھر ا
زنبیل سے سلیمانی تیر کمان نکالا اور کمان میں تیر لگا کر خونی گدھ کا نشانہ لیا اور
کمان سے تیر چھوڑ دیا۔

تیر سنسناتا ہوا گیا اور خونی گدھ کے جسم کے آر پار ہو گیا۔ پہلے تو خو
گدھ چیخا اور پھر اپنے پروں کو پھڑپھڑاتا ہوا کلس سے نیچے آ گرا۔ عمرو لپکتا ہوا
اور اس نے تلوار سے خونی گدھ کی گردن کاٹ دی۔ اس لمحے جبکہ عمرو نے خو
گدھ کو ہلاک کر دیا تو مینار کا دروازہ زبردست گڑگڑاہٹ کے ساتھ کھل گیا۔

عمرو جو کہ خونی گدھ کو ہلاک کر چکا تھا فوراً اٹھا اور مینار کے دروازے کے اند
گھس گیا۔ زینے گھومتے ہوئے نیچے کی طرف جا رہے تھے۔ عمرو آہستہ آہستہ زینے
اترنے لگا۔ نیچے کافی اندھیرا تھا عمرو نے فوراً زنبیل سے نگینہ سلیمانی نکال کر ہاتھ
میں پکڑ لیا جس سے مینار کے اندر کافی روشنی ہو گئی اور عمرو کو سب دکھائی دینے لگا۔
عمرو عیار جادوئی گولہ کے بادشاہ کو شکست دینے کی ترکیب سوچ رہا تھا۔ کیونکہ و
بھی جانتا تھا کہ جادوئی گولہ کا بادشاہ جادوگر کوئی معمولی جادوگر نہیں ہے بلکہ بہت
زبردست قسم کا جادوگر ہے۔

کتنی ہی دیر تک عمرو مینار کے زینے اترتا رہا۔ آخر وہ اڑن طشتری میں
آ گیا۔ چونکہ اڑن طشتری میں سورج نہیں ہوتا اس لیے ہر طرف ہلکا ہلکا اندھیرا
چھایا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ابھی ابھی طوفان آ کر چلا گیا ہو۔
عمرو ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔ دور دور تک انوکھی مٹی سے تعمیر کیے گئے مکان
پھیلے ہوئے تھے۔ عمرو کے لیے وہ مٹی اس لئے انوکھی تھی کہ وہ اڑن طشتری کی مٹی تھی
اور زمین کی مٹی سے بالکل الگ تھی۔

چند لمحے عمرو وہاں کھڑا سوچتا رہا پھر اچانک اسے اپنے دائیں طرف
قہقہے لگانے کی آواز سنائی دی۔ عمرو نے چونک کر اپنے دائیں طرف دیکھا تو ڈر کر
رہ گیا۔ ایک ہیبت ناک ڈائن وہاں کھڑی قہقہے لگا رہی تھی۔ قہقہے لگانے سے اس
کے منہ سے بڑے بڑے اور میلے کچیلے دانت باہر نکلے رہے تھے۔ اس کی ناک اتنی
لمبی تھی کہ چہرے سے نیچے تک لٹک رہی تھی۔ اس کے ہاتھوں کے ناخن ایک ایک
فٹ جتنے لمبے تھے۔ اس ڈائن کے بال گچھوں کی صورت اختیار کر چکے تھے۔

عمرو نے اس سے پہلے اس قدر بھیانک اور خوفناک ڈائن نہ دیکھی تھی۔ چند
لمحے تک عمرو سہما رہا۔ پھر اس نے اپنے آپ پر قابو پایا اور غصیلے لہجے میں ڈائن سے
پوچھا: ''کون ہو تم الو کی پٹھی۔ اور اس طرح پاگلوں کی طرح قہقہے کیوں لگا رہی
ہو؟'' عمرو کے الفاظ پر ڈائن کا منہ پھول کر کپا بن گیا۔ غصے کے مارے وہ
تھرتھرانے لگی۔ آنکھیں باہر کو ابل پڑیں۔ پھر وہ ایسی آواز میں بولی جیسے کوئی آتش
فشاں پھٹ پڑا ہو۔ ''عمرو کی دم۔ تمیز سے بات کرو۔ ورنہ میں تمہارے اتنے
ٹکڑے کروں گی کہ گنے نہ جا سکیں گے۔'' ڈائن نے بھیانک لہجے میں کہا۔

''ٹکڑے تو تم بعد میں کرنا، پہلے یہ بتاؤ کہ تم مجھے جانتی کیسے ہو۔'' عمرو
نے نرمی سے پوچھا۔ ''میں جادوئی گولہ کے شہنشاہ جادوگر کی ادنیٰ کنیز ہوں عمرو اور

اس سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔'' ڈائن نے سخت لہجے میں کہا۔
''اچھا تو تم بھی اُسی جادوگر کی کنیز ہو۔ ایک تو اس جادوگر کی
اور غلاموں نے ناک میں دم کر رکھا ہے۔'' عمرو نے نفرت سے ناک سک
ہوئے کہا۔
''تمیز سے بات کرو چوہے۔ اگر تم نے میرے بادشاہ کی بے عزتی کی میں ت
زبان منہ سے باہر کھینچ لوں گی۔'' ڈائن نے غصیلے انداز میں کہا۔ ''اچھا، اچھا،
ڈینگیں نہ مارو۔ بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟'' عمرو نے اس طرح کہا جیسے ڈائن ا
خادم ہو۔ ''میں تمہیں پکڑ کر اپنے بادشاہ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتی ہ
تمہارے بدلے مجھے آقا بے بہا انعام دیں گے۔'' ڈائن نے فوراً کہا۔
''کیا تم یہ چاہتی ہو کہ تمہارا بادشاہ جو کہ دراصل گدھے کا بچ
میرے ہاتھوں مارا جائے۔'' عمرو نے گنگناتے ہوئے جواب دیا۔
''ابھی معلوم ہو جائے گا کہ کون مارا جاتا ہے۔''
یہ کہتے ہوئے ڈائن نے اپنے چوغے میں ہاتھ ڈالا اور ایک آئینہ نک
اس نے آئینے کا عکس عمرو پر ڈالا۔
آئینے سے اتنی تیز روشنی پھوٹی کہ عمرو کو ایسا معلوم ہوا جیسے اس
آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں۔ لیکن عمرو نے فوراً آئینے سے نظریں ہٹا لیں۔ ورنہ اس
آنکھیں سچ مچ اندھی ہو جاتیں۔ جب چند منٹ بعد عمرو کی آنکھیں درست ہوئ
اس نے دیکھا کہ ڈائن نے اسے لوہے کی زنجیروں سے جکڑ رکھا ہے۔ چونکہ
اپنی آنکھوں کی تکلیف کی وجہ سے بے قرار ہو گیا تھا اس لیے اسے معلوم ہی نہ ہو
کب ڈائن نے اسے لوہے کی زنجیروں میں جکڑ دیا۔
عمرو بے بس ہو چکا تھا۔ ڈائن اس سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑی مسک

رہی تھی۔ پھر وہ قہقہے لگانے لگی۔ اس نے عمرو جیسے عیار انسان کو بے بس جو کر دیا
تھا۔ عمرو نے ان زنجیروں سے چھٹکارا پانے کی بہت کوشش کی لیکن یہ جادوئی
زنجیریں تھیں۔ اس لئے اس کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں۔ ''کوئی فائدہ نہیں
عمرو۔ تم چوہے کی مانند چوہے دان میں بند ہو چکے ہو۔ اب تمہارا نکل جانا مشکل ہی
نہیں ناممکن ہے۔'' ڈائن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ عمرو کو بے بس دیکھ کر ڈائن
پھولے نہ سما رہی تھی۔
''بزدل ڈائن۔ اگر تو میرے سامنے آ کر مجھے قید کرتی تو میں اسے
تمہاری بہادری سمجھتا لیکن اس طرح دھوکے سے مجھے پکڑ کر تم نے بزدلی کا ثبوت
دیا ہے۔ اب بھی وقت ہے مجھے ان زنجیروں سے آزاد کر دو اور آمنے سامنے آ کر
میرا مقابلہ کرو۔ پھر میں تمہیں بتاؤں گا۔'' عمرو نے غصے سے تلملاتے ہوئے کہا۔
اس کی کوشش تھی کہ اب کسی طرح ڈائن کو دھوکہ دے کر اس کی قید سے آزاد ہو
جائے۔
''میں تمہارے چکمے میں آنے والی نہیں عمرو۔ اب میں تمہیں اپنے
بادشاہ کی خدمت میں پیش کروں گی اور وہ خوش ہو کر مجھے انعام و اکرام سے نواز
یں گے۔'' ڈائن نے جواب دیا۔ عمرو نے سوچا کہ یہ ڈائن تو دام فریب میں آنے
والی نہیں کیوں نہ اپنی ہی کوشش سے اس کی قید سے آزاد ہوا جائے۔ چنانچہ یہ فیصلہ
کرنے کے بعد عمرو نے اپنا ایک ہاتھ زنبیل میں ڈال دیا۔
ایسا کرتے وقت اسے سخت تکلیف ہوئی کیونکہ اس کے دونوں بازو ل
بھی زنجیروں کے ساتھ اچھی طرح جکڑے ہوئے تھے۔ آخر جیسے تیسے کر کے عمرو
نے اپنا ہاتھ زنبیل میں ڈال ہی لیا۔ اور زنبیل سے سنگ سلیمانی نکال لیا۔ عمرو نے
جیسے ہی سنگ سلیمانی زنجیروں پر رگڑا تو تمام زنجیریں کڑکڑاتی ہوئی ٹوٹ گئیں۔

کیونکہ سنگ سلیمانی کی یہ تاثیر تھی کہ جس جادوئی چیز سے اُسے رگڑا جاتا تھا۔ وہ چیز جادو کے طلسم سے آزاد ہو جاتی تھی۔ ڈائن خوف سے عمرو کی طرف دیکھنے لگی۔

''دیکھ لیا تم نے ڈائن کی بچی۔ عمرو کوئی معمولی انسان نہیں ہے۔ اب تم اپنی موت کو بلاؤ اور میں تمہاری موت بن کر تمہاری طرف بڑھتا ہوں۔ بلاؤ اپنی موت کو۔'' عمرو نے گرج کر کہا۔ اسی وقت ڈائن نے کوئی منتر پڑھا اور فوراً غائب ہو گئی۔

عمرو نے ایک طویل سانس لے کر کمرے کا جائزہ لیا تو چونک اٹھا۔ کمرے کی چھت سے بہت سے پنجرے لٹک رہے تھے اور ان میں عجیب و غریب قسم کے جانور قید تھے۔ اچانک ایک جانور عمرو کو دیکھتا ہوا انسانی آواز میں بولا۔

''تم کون ہو اجنبی۔'' عمرو نے ایک مرتبہ پھر چونک کر اس جانور کی طرف دیکھا۔

''تم انسانوں کی زبان بول لیتے ہو؟'' عمرو نے حیرت سے کہا

''ہاں۔ کیونکہ میں ایک انسان ہوں۔'' اس جانور نے جواب دیا اور عمرو کی حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ ''تم انسان ہو لیکن شکل و صورت سے تو تم جانور نظر آ رہے ہو۔'' عمرو نے کہا

''میرے دوست جس ڈائن نے تمہیں یہاں قید کیا ہے اسی ڈائن نے ہمیں انسانوں سے جانور بنا کر ان پنجروں میں بند کر دیا ہے۔'' اس جانور نے کہا

''تو کیا یہ سب جانور بھی انسان ہیں۔'' عمرو نے پوچھا

''ہاں! یہ سب میرے ساتھی ہیں۔'' اس نے بتایا۔

''لیکن ڈائن نے تمہیں کس جرم میں قید کیا ہے۔'' عمرو نے پھر پوچھا

''باقی کا تو مجھے معلوم نہیں لیکن مجھے اس نے اس لئے قید کیا ہے کہ میں نے اس ڈائن کے بچے کو مار دیا تھا۔ کیونکہ اس کا بچہ مجھے تنگ کرتا تھا۔'' اس نے بتایا۔ اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور ڈائن اندر داخل ہوئی۔ اس کے بھدے

ہونٹوں پر مسکراہٹ کھیل رہی تھی۔

عمرو نے یکدم اٹھ کر ڈائن پر حملہ آور ہونا چاہا لیکن وہ اپنی جگہ پر جم کر رہ گیا۔ کیونکہ ڈائن نے اسے نہ دیدہ یعنی نظر نہ آنے والی زنجیروں میں جکڑ دیا تھا۔ اب عمرو سنگ سلیمانی کے ذریعے بھی ان زنجیروں سے آزادی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ بلکہ وہ تو ہل بھی نہیں سکتا تھا۔ ڈائن نے اسے اٹھا کر ایک تخت پر ڈال دیا۔ اور خود بھی تخت پر بیٹھ گئی۔ تخت ہوا میں معلق ہوا اور ایک طرف کو تیزی سے اڑنے لگا۔ تھوڑی دیر تک اڑنے کے بعد تخت ایک بڑے عالی شان محل کے سامنے اتر گیا۔ غالباً یہ اس کے بادشاہ کا محل تھا۔ ڈائن نے عمرو کو اپنی کمر پر لادا اور محل میں داخل ہو گئی۔ محل کے دروازے پر پہرہ دیتے ہوئے محافظ غالباً ڈائن کو اچھی طرح جانتے تھے۔ کیونکہ انہوں نے ڈائن کو روکنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

محل میں داخل ہونے کے بعد ڈائن ایک کمرے کے سامنے رک گئی۔ یہ جادوگر کا دربار تھا۔ ڈائن دروازہ کھول کر دربار میں داخل ہو گئی۔ سامنے سونے کے مرصع تخت پر اس ملک کا بادشاہ جادوگر بیٹھا ہوا تھا۔ عمرو کو دیکھ کر اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ ڈائن نے عیاری سے قابو کئے ہوئے عمرو عیار کو جادوگر کے سامنے ڈال دیا۔ جادوگر کے چہرے پر بے انتہا خوشی تھی۔ اس کا ایک ازلی دشمنی جو پکڑا گیا تھا۔ ڈائن نے عمرو کو زمین پر لٹانے کے بعد جھک کر کہا۔

''عالی جاہ! میں آپ کے دشمن کو گرفتار کر لائی ہوں۔ اب آپ اس کے ساتھ جیسا چاہیں سلوک کریں۔'' ''تم نے میرے سب سے بڑے دشمن کو پکڑ کر ایک بڑا کارنامہ انجام دیا ہے۔ میں تمہیں دولت سے مالا مال کر دوں گا۔ مانگو کیا مانگتی ہو۔'' جادوگر بادشاہ نے فراخدلی سے کہا۔

''حضور! مجھے صرف آپ کی [illegible] درکار ہے۔'' ڈائن نے عاجزی سے کہا۔

"نہیں ہم تمہیں منہ مانگا انعام دیں گے۔ بولو کیا مانگتی ہو۔" جادوگر نے پھر کہا۔

"حضور! اگر آپ منہ مانگا انعام دینا چاہتے ہیں تو اس کنیز زادی کو اپنی غلامی سے آزاد کر دیں۔ یہی میرا سب سے بڑا انعام ہوگا۔" ڈائن نے کہا۔

"جاؤ۔ آج سے تم آزاد ہو۔" جادوگر نے ہاتھ اٹھاتے ہوئے کہا اور ڈائن پھدکتی ہوئی باہر نکل گی۔ جادوگر نے عمرو عیار کی طرف دیکھا جو زمین پر بے بس پڑا تھا۔ جادوگر نے ایک زوردار قہقہہ لگایا۔

"سناؤ خواجہ عمرو۔ کیا حال ہے۔ بتاؤ میں تمہاری کیا خدمت کر سکتا ہوں۔" جادوگر نے طنزیہ لہجے میں کہا اور قہقہے لگانے لگا۔

"حال میرا ٹھیک ہے اور تم میری خدمت کیا کرو گے۔ خدمت تو میں تمہاری ایسی کروں گا کہ پھر کسی سے خدمت نہ کرواؤ گے۔" عمرو نے بھی دوٹوک جواب دیا۔

"بہت خوب...... تو خواجہ عمرو کو اب بھی اپنے بچ نکلنے کی امید ہے۔" بادشاہ جادوگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمرو کبھی کسی کے پھندے میں زیادہ دیر پھنسا نہیں رہا۔ بہت جلد میں تمہارے پھندے سے یوں نکل جاؤں گا جیسے تیر کمان سے نکل جاتا ہے۔" عمرو نے سینہ تانتے ہوئے جواب دیا۔

"اچھا۔ تو میرے پھندے سے نکلنے کی سوچ رہا ہے۔ ابھی تیرا بندوبست کرتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے بادشاہ جادوگر نے تالی بجائی۔ عمرو کانپنے لگا کہ کہیں اس نے جلاد کو نہ بلایا ہو۔ لیکن جلاد کے بجائے ایک کنیز اندر داخل ہوئی۔ اس نے جھک کر پوچھا۔

"کیا حکم ہے میرے بادشاہ؟"

"جاؤ! شمشان جادوگر کو بلا کر لاؤ۔ جلدی کرو۔" بادشاہ جادوگر نے

اسے حکم دیا اور وہ سر جھکائے باہر نکل گئی۔

تھوڑی دیر بعد شمشان جادوگر اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ اس طرح سرخ ہو رہا تھا جیسے ابھی کسی سے زناٹے دار تھپڑ کھا کر آ رہا ہے۔ شمشان جادوگر نے جھک کر بادشاہ جادوگر کو سلام کیا۔ پھر بولا

"مجھے طلب کیا ہے آپ نے؟" "ہاں شمشان جادوگر۔ اس کی طرف دیکھو یہ عمرو عیار ہے۔" شمشان جادوگر نے عمرو کی طرف دیکھا۔

"کیا میں اس کی گردن تن سے جدا کر دوں۔" اس نے پوچھا

"نہیں۔ اسے لے جا کر شاہی باغ میں باندھ دو اور اچھی طرح اس کی پہریداری کرو۔ ڈائن نے اسے نادیدہ زنجیروں سے باندھ رکھا ہے۔ میں وہ زنجیریں ختم کر دیتا ہوں۔ تم دوسری زنجیروں کے ساتھ اسے کس کر باندھ دینا۔ آج رات ہم عمرو کی گرفتاری کی خوشی میں جشن منائیں گے اور صبح عمرو کو موت کی سزا دی جائے گی۔" بادشاہ جادوگر نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہوگا میرے بادشاہ۔ اس کی نظر نہ آنے والی زنجیریں خود ختم کر لوں گا۔ یہاں اسے زنجیروں سے آزاد کرنا خطرناک ہے۔ یہ عیار شخص ہے اور عیاری سے ایسا چکمہ دیتا ہے کہ دیکھنے والا دیکھتا رہ جاتا ہے اور یہ نہ جانے کہاں سے کہاں جا نکلتا ہے۔" شمشان جادوگر نے خدشہ ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب تم اسے لے جاؤ۔ ہم راگ رنگ کی محفل جمانا چاہتے ہیں۔" بادشاہ جادوگر نے حکم دیتے ہوئے کہا۔ شمشان جادوگر نے عمرو کو اپنی کمر پر لادا اور دربار سے باہر نکل گیا۔ باغ میں جا کر شمشان جادوگر نے عمرو کو ایک درخت کے ساتھ مضبوطی سے کس کر باندھ دیا۔ پھر اس نے منتر پڑھا اور عمرو کی نہ نظر آنے والی زنجیریں ختم ہو گئیں۔ لیکن عمرو اب بھی بے بس تھا۔ نہ نظر آنے

والی زنجیروں کی قید سے آزاد ہو کر وہ دوسری زنجیروں میں قید ہو چکا تھا۔ شمشان جادوگر عمرو سے چند قدم کے فاصلے پر کھڑا ہو کر بڑی ہوشیاری سے اس کی پہریداری کرنے لگا۔

اِدھر بادشاہ جادوگر ساری رات جشن مناتا رہا۔ اسے عمرو کی گرفتاری کی بڑی خوشی تھی۔ اس نے افراسیاب کو بھی عمرو کو گرفتار کرنے کی اطلاع دے دی تھی اور افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ جس قدر جلد ہو سکے عمرو کی گردن اڑا دی جائے۔ آخر رات بھر جشن منانے کے بعد صبح بادشاہ جادوگر اپنے جلادوں اور تیراندازوں کے ساتھ باغ میں پہنچا۔ سامنے عمرو ایک درخت کے ساتھ بندھا ہوا تھا اور شمشان جادوگر غائب تھا۔

بادشاہ جادوگر نے سوچا کہ شاید شمشان جادوگر کسی کام کی غرض سے گیا ہو۔ بادشاہ جادوگر نے عمرو کا جائزہ لیا تو دیکھا کہ عمرو کے جسم پر کپکپی چھوٹی ہوئی تھی۔ آنکھوں کی پتلیاں پتھرا چکی تھیں۔ آنکھوں سے سیلاب کی مانند آنسو بہہ رہے تھے۔

وہ بار بار منہ کھول کر بادشاہ جادوگر سے کچھ کہنے کی کوشش کرتا تھا لیکن زبان اس کا ساتھ نہ دے رہی تھی۔ اس کے چہرے پر موت کی زردی پھیل چکی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ عمرو اپنی موت کا سوچ کر ہول کھا رہا تھا۔ اس کا زنجیروں میں جکڑا ہوا جسم بے بسی سے پھڑک رہا تھا۔ ظاہر ہے اس کی آنکھوں کے سامنے موت ناچ رہی تھی۔ پھر اس کا ایسا حال کیوں نہ ہوتا۔ بادشاہ جادوگر نے عمرو کی یہ حالت دیکھ کر ایک قہقہہ لگایا۔ ''آج دنیا کا عیار ترین انسان عمرو بے بس ہمارے سامنے موجود ہے۔ اسے موت کے گھاٹ اتار دیا جائے گا۔''

بادشاہ جادوگر کی بات سن کر عمرو کانپا۔ اس نے بادشاہ جادوگر سے کچھ کہنا چاہا لیکن اس کی زبان نے پھر ساتھ نہ دیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کی

زبان تالو سے چپک کر رہ گئی ہو۔ ''اسے تیروں سے چھلنی کر دیا جائے۔'' بادشاہ جادوگر نے اپنے تیراندازوں کو حکم دیا۔

انہوں نے تیر چلوں پر چڑھا لئے اور تاک کر ایک ساتھ عمرو کی طرف پھینکے۔ تیر سنسناتے ہوئے گئے اور عمرو کے جسم کو چھیدتے ہوئے دوسری جانب نکل گئے۔ عمرو چیخ بھی نہ سکا اور اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی۔ وہ مر چکا تھا۔

لیکن اسی لمحے زور کی آندھی چلی۔ جب آندھی ذرا چھٹی تو ایک گھن گرج کی آواز سنائی دی۔ ''آہ! میں دھوکے سے مارا گیا۔ میرا نام شمشان جادوگر تھا۔'' یہ سن کر بادشاہ جادوگر نے اپنا سر پیٹ لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ عمرو کے روپ میں شمشان جادوگر مارا گیا ہے لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔

واقعہ کچھ اس طرح پیش آیا تھا کہ شمشان جادوگر نے عمرو کو درخت سے باندھ دیا تو عمرو کے قریب ہی کھڑا ہو کر پہرہ دینے لگا۔ عمرو اپنی رہائی کی ترکیبیں سوچ رہا تھا۔ آخر ایک ترکیب اس کے ذہن میں آ ہی گئی۔ اس نے شمشان جادوگر سے کہا۔

''تمہیں معلوم ہے کل کا سورج مجھے دیکھنا نصیب نہ ہو گا اور میں سورج نکلنے سے پہلے ہی مار دیا جاؤں گا۔'' ''ہاں! مجھے معلوم ہے۔ پھر میں کیا کروں۔'' شمشان جادوگر نے جھنجلا کر کہا۔ ''تم میری ایک آخری خواہش پوری کر سکتے ہو۔'' عمرو نے پوچھا۔ ''بتاؤ کیا خواہش ہے تمہاری؟'' شمشان جادوگر نے پوچھا۔

''میرے بھائی میرے پاس ایک ہیرا ہے۔ جو میرے لباس میں امیر حمزہ کی امانت ہے۔ اگر تم وہ ہیرا امیر حمزہ تک پہنچا دو تو وہ تمہیں دولت سے مالا مال کر دیں گے۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ اس ہیرے کو دیکھنا مت ورنہ تمہاری آنکھیں اندھی ہو جائیں گی۔'' عمرو نے کہا۔

"کہاں ہے وہ ہیرا؟" شمشان جادوگر نے پوچھا۔

"میری زنبیل میں ایک پڑیا ہے۔ ہیرا اسی میں ہے۔" عمرو نے کہا۔
شمشان جادوگر نے زنبیل میں ہاتھ ڈالنے کے لیے عمرو کا ایک ہاتھ آزاد کیا پھر زنبیل میں ہاتھ ڈال کر پڑیا نکال لی اور پڑیا کھولنے لگا۔

"ارے کیوں اپنی آنکھیں اندھی کرنے پر تلے ہو۔" عمرو نے کہا۔
لیکن شمشان جادوگر نے کوئی پراوہ نہ کی۔ عمرو بھی یہی چاہتا تھا۔ کیونکہ پڑیا میں دراصل سفوف بے ہوشی تھا۔ جونہی اس نے پڑیا کھولی عمرو نے زور کی پھونک ماری اور سفوف بے ہوشی اڑ کر اس کے نتھنوں میں گھس گیا۔ وہ بے ہوش ہو کر زمین پر گر گیا۔ عمرو کا ایک ہاتھ تو آزاد تھا دوسرا بھی آزاد کیا۔ پھر اس نے رنگ روغن و عیاری سے شمشان جادوگر کی شکل اپنے جیسی بنا کر اور محلول لگا کر اس کی زبان تالو سے چپکا دی تا کہ وہ بول نہ سکے۔ پھر عمرو نے اسے اٹھا کر درخت سے باندھ دیا۔
اس کے بعد عمرو نے باغ کی مالن چمپا کو ٹھکانے لگایا اور خود اس جیسی شکل بنا کر اس کے جھونپڑے میں پڑا رہا۔ اس طرح شمشان جادوگر عمرو عیار کے روپ میں مارا گیا۔ بادشاہ جادوگر کو تمام بات معلوم ہو چکی تھی اور وہ غصے کے مارے تلملا رہا تھا۔ لیکن اب کچھ بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ بادشاہ جادوگر غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا اور ادھر عمرو کا رخ واپس اپنے گھر کی طرف تھا۔

☆☆☆☆

موت کی دیوی

دنیا کا ایک مشہور ملک اقربا ہے جس کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ اقربا کے ملک کا جادو بہت مشہور ہے اور وہاں کے جادوگروں کا شمار استادوں میں ہوتا ہے۔ وہاں کے جادوگروں کا مقابلہ شاید ہی کوئی کر سکتا ہو۔ اقربا میں کئی جادوگروں نے اپنے دشمنوں کو اپنے گھر میں پتلوں کی شکل میں قید کر رکھا ہے۔ وہاں کے جادوگروں کے بارے یہ بھی مشہور ہے کہ جس نے بھی ان جادوگروں سے ٹکرانے کی کوشش کی وہ یا تو موم کے پتلے بن کر رہ گئے یا پھر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔
یہاں بہت ظالم اور شیطان صفت جادوگر رہتے تھے لیکن ان کے ساتھ ساتھ اچھے جادوگر بھی آباد تھے۔ اقربا کے نامور شیطانی جادوگر دیوا تھا اس کی بھتیجی موت کی دیوی نے اعلان کیا کہ وہ اقربا کے ازلی دشمن عمرو عیار سے مقابلہ کرے گی۔ اس نے دیوا جادوگر کی اجازت سے عمرو کو ایک خط لکھا۔ "اے عمرو! میں تمہیں دعوت دیتی ہوں ک تم میرے مقابلے پر آؤ۔ میرا دعویٰ ہے کہ میں تمہیں اس طرح ختم کر دوں گی جیسے کسی چیونٹی کو ختم کیا جاتا ہے۔ میرا نام موت کی دیوی ہے۔ میں بجلی کی مانند اپنے دشمن پر حملہ کرتی ہوں اور ریت کے تودے کی طرح اس کو گراتی ہوئی نکل جاتی ہوں۔ تم میرے مقابلے پر آؤ گے تو مجھے ویسا ہی پاؤ گے جیسا کہ میں اپنے آپ کو ظاہر کر چکی ہوں۔ تمہاری دشمن...... موت کی دیوی۔"
یہ خط لکھ کر موت کی دیوی نے ایک جاسوس کبوتر کے پاؤں میں باندھ دیا اور کبوتر کو یہ خط عمرو تک پہنچانے کا حکم دیا۔ چنانچہ کبوتر نے خط عمرو کو پہنچا دیا۔

عمرو نے خط پڑھا تو اسے موت کی دیوی پر سخت غصہ آیا۔ اس نے موت کی دیوی
جوابی خط لکھا۔ ''اے موت کی بچی! معلوم ہوتا ہے کہ چیونٹی کے بھی پر نکل آئے
ہیں۔ کیا اقربا کے سب غیور ساحر مر گئے ہیں جو انہوں نے تم جیسی نازک دیوی
میرے مقابلے پر لا کھڑا کیا ہے۔ بہر حال تم نے مجھے مقابلے کی دعوت دی ہے او
عمرو کا اصول ہے کہ وہ کسی دعوت کو ٹالتا نہیں۔ میں تمہارے مقابلے پر آ رہا ہوں۔
خط پڑھتے وقت یہی سمجھنا کہ عمرو تمہارے سر پر منڈلا رہا ہے۔ تمہارا ازلی دشمن عمرو
عیار''۔

عمرو نے یہ خط تہہ کر کے کبوتر کی ٹانگ کے ساتھ باندھ دیا اور کبوتر واپس روانہ کر دیا۔ اس نے خط موت کی دیوی کو پہنچا دیا۔ موت کی دیوی نے خط پڑھا اور عمرو کو گرفتار کرنے کے انتظامات کرنے لگی۔ ادھر عمرو نے تیاری مکمل کی اور اپنی سلیمانی زنبیل بغل میں لٹکا کر اقربا کی سرحد کی طرف چل پڑا۔

چونکہ سرحد پر بہت سے محافظ کھڑے پہرہ دے رہے تھے اس لئے عمرو نے زنبیل سے چادر سلیمانی نکالی اور اپنے اوپر اوڑھ لی۔ اب وہ کسی کو نظر نہیں آ سکتا تھا۔ عمرو چادر سلیمانی اوڑھے محافظوں کے درمیان سے ہوتا ہوا سرحد پار کر گیا۔ سرحد پار کرنے کے بعد عمرو نے چادر سلیمانی اتار کر دوبارہ زنبیل میں رکھ لی۔ پھر عمرو جھاڑیوں میں گھس گیا اور رنگ و روغن عیاری نکال کر اپنی شکل تبدیل کرنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک جادوگر کا روپ دھار چکا تھا تا کہ کوئی اسے پہچان نہ سکے۔ پھر عمرو جھاڑیوں سے باہر نکلا اور ایک طرف کو چل پڑا۔

اسے نہیں معلوم تھا کہ موت کی دیوی کا محل کس طرف ہے۔ چنانچہ عمرو نے کسی جادوگر سے اس کے محل کا پتہ پوچھنے کا فیصلہ کیا۔ عمرو چلا جا رہا تھا کہ اسے محافظ دکھائی دیا۔ کچھ سوچ کر عمرو نے اس محافظ کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ محافظ

مرو کو اپنی طرف آتا دیکھا تو چونکا اور رک کر کھڑا ہو گیا۔ محافظ کے قریب پہنچ کر عمرو
اس سے پوچھا۔ ''میرے بھائی۔ کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ موت دیوی کا محل کس
ہے؟'' ''کیوں۔ تم اس کے محل کا پتہ کیوں پوچھ رہے ہو؟'' محافظ نے
مشتبہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ ''بس! مجھے اس سے ایک ضروری کام ہے
مرو نے سرسری انداز میں کہا

''کیا کام بتانا ضروری ہے؟'' عمرو نے بھی اسے گھورتے ہوئے کہا۔

''ہاں! کیونکہ خود موت کی دیوی نے حکم دیا ہے کہ اگر کوئی اس کا پتہ
ے تو اس سے پتہ پوچھنے کی وجہ ضرور معلوم کی جائے۔'' محافظ نے کہا۔

''اچھا تو پھر سنو۔ موت کی دیوی نے مجھے خود بلایا ہے۔ کیونکہ وہ مجھ
مقابلہ کرنا چاہتی ہے۔'' عمرو نے صاف صاف بتا دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ
ظ جادوگر ہے۔ اگر اس نے جھوٹ بولا تو محافظ کو فوراً معلوم ہو جائے گا۔

''کیا تم عمرو عیار ہو؟'' محافظ نے چونکتے ہوئے کہا۔

ں۔ میں عمرو عیار ہی ہوں۔ تم نے کیسے پہچان لیا؟'' عمرو نے حیرت سے کہا۔

''ہاہاہا!!!'' محافظ نے قہقہہ لگایا۔ ''آخر تم آ ہی پھنسے۔'' ''کیا مطلب
یں کب پھنسا ہوں۔ میں تو کھڑا ہوں۔'' عمرو نے حیرانی سے کہا۔

''خبردار۔ بھاگنے کی کوشش نہ کرنا۔ موت کی دیوی نے ہمیں پہلے ہی بتا
تھا کہ اس طرف عمرو عیار آئے گا۔ اسے گرفتار کر لیا جائے اور گرفتار کر کے اسے
ں کے پاس پہنچایا جائے۔ اب میں تمہیں گرفتار کر کے موت کی دیوی کے پاس
لے جاؤں گا۔'' محافظ نے عمرو کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تو بے غیرت موت کی دیوی نے مجھے دھوکہ دیا ہے اور میری
رفتاری کے احکام صادر کر رکھے ہیں۔ خیر میں اسے اس فریب کاری کی سخت سزا

دوں گا۔" عمرو نے دانت کچکچاتے ہوئے کہا۔ "چلو۔ میرے آگے آگ
رکھو اگر تم نے ذرا سی چالاکی اور ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی تو میں ج
تمہیں پتھر کا بنا دوں گا۔" محافظ نے اسے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

"بکواس نہ کرو۔ تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔" یہ کہتے ہوئے ع
چپکے سے اپنی زنبیل سے ایک سرنج نکال لی۔

"بکواس......" محافظ نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ عمرو نے سرنج
کے منہ میں پچکاری مار دی۔ سرنج میں محلول بھرا ہوا تھا۔ محافظ کا منہ چونکہ کھلا
اس لئے محلول کا اس کی زبان پر لیپ ہو گیا اور زبان تالو کے ساتھ اس مضبوط
چپک گئی کہ محافظ کی لاکھ کوشش سے تالو سے زبان علیحدہ نہ ہو سکی۔ وہ بے بس ہ
گیا تھا۔ اب وہ کوئی منتر پڑھ بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ عمرو کی طرف بے بسی سے د
لگا۔ عمرو نے چاقو نکال کر محافظ کی گردن سے لگا دیا اور غراتی ہوئی آواز میں ا
کہ:

"چلو میرے ساتھ اور مجھے اپنی موت کی دیوی کا محل دکھاؤ۔ یاد رکھو
نے مجھے غلط راستے پر ڈالنے کی کوشش کی تو میں اسی چاقو سے تمہاری گردن
دوں گا۔" چاقو کو دیکھ کر محافظ کانپ کر رہ گیا۔ اور کانپتا ہوا عمرو کے آگے چلنے
عمرو نے یہ احتیاط رکھی تھی کہ وہ کہیں دھوکہ دینے کی کوشش کرے یا بھاگنے کی کو
نہ کرے۔ اس احتیاط کے لیے اس نے محافظ کا ایک ہاتھ مضبوطی سے پکڑ
تھا۔ محافظ عمرو کے آگے چلتا رہا۔ آخر عمرو کو اپنے سامنے ایک بلند و بالا محل نظر آ
عمرو نے محافظ کی طرف دیکھتے ہوئے اُس سے پوچھا۔

"کیا یہی موت کی دیوی کا محل ہے؟" محافظ بول تو سکتا نہیں تھ
چنانچہ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمرو نے محل کی طرف دیکھا پھر بولا۔

"اب مجھے تمہاری کوئی ضرورت نہیں۔ تم جادوگر لوگ بڑے دھوکے
اتے ہو لہٰذا تم پر رحم کرنا اور تمہیں زندہ چھوڑ دینا بیوقوفی ہوگی۔ اب تم مرنے
لئے تیار ہو جاؤ۔"

عمرو کی بات سن کر محافظ کانپا لیکن عمرو نے اسی چاقو سے اس کی گردن
دی اور اسے ہلاک کر دیا۔ اس کی لاش کھینچ کر جھاڑیوں میں چھپا دی۔ پھر
ل کی طرف بڑھنے لگا۔ محل سے کچھ فاصلے پر وہ رک گیا۔ کیونکہ محل کے
ے پر سخت پہرہ تھا۔ اتنے میں عمرو کی نظر محل کے ساتھ باغ کی طرف چلی گئی
موت کی دیوی کی کنیزیں ایک درخت کے نیچے دائرے کی صورت میں بیٹھی
رہی تھیں۔ سب کنیزیں گھٹنوں میں سر دیئے بیٹھی تھیں اور ایک کنیز دوپٹے کا
تھ میں لئے ان کے گرد چکر کاٹ رہی تھی۔

عمرو نے فوراً ایک ترکیب سوچی۔ وہ چھپتا چھپاتا اس درخت پر جا چڑھا
کے نیچے کنیزیں کھیل رہی تھیں۔ درخت پر چڑھ کر عمرو نے زنبیل سے گیس
وشی سے بھرا ایک غبارا نکالا اور کنیزوں کے درمیان پھینک دیا۔ غبارہ پھٹ
گیس بے ہوشی ہر طرف پھیل گئی اور تمام کنیزیں بے ہوش ہو گئیں۔ عمرو نے
روغن عیاری سے اپنی شکل ایک کنیز جیسی بنائی اور درخت سے اتر کر محل کی
بڑھا۔

عمرو بڑی آسانی سے محل کے اندر داخل ہو گیا کیونکہ وہاں کھڑے
وں نے عمرو کو موت کی دیوی کی کنیز سمجھا تھا اس لئے اسے نہ روکا۔ عمرو
ے سے موت کی دیوی کے کمرے کے سامنے پہنچا۔ اس نے کمرے کا
ہ کھول کر اندر جھانکا۔ موت کی دیوی اندر موجود تھی۔ عمرو نے اس سے کہا
ور! باغ میں عمرو آپ سے ملنا چاہتا ہے۔"

یہ کہہ کر عمرو تیزی سے واپس آ گیا اور اسی درخت پر چڑھ گیا
چڑھ کر اس نے کنیزوں کو بے ہوش کیا تھا۔ اتنے میں موت کی دیوی بھی با
پہنچ گئی۔ اس نے جو تمام کنیزوں کو زمین پر بے ہوش پڑا دیکھا تو تیزی سے
طرف بڑھی۔

''اری او الو کی پٹھیو...... کم بختو...... کم ظرفو...... اری تم اس طرح
لیتی ہو۔'' موت کی دیوی ان کو پکارتی ہوئی ان کے قریب پہنچی لیکن پھر ان ک
ہوش دیکھ کر ٹھٹھک گئی۔ اسی لمحے عمرو نے درخت سے موت کی دیوی کے گلے
پھندا پھینکا۔ پھندا اس کی گردن میں پھنس گیا اور عمرو نے اسے درخت پر کھینچ ل
غرا کر بولا۔

''تم مجھ سے مقابلہ کرنا چاہتی تھیں۔ کر لیا میرا مقابلہ...... مقابلہ کر
کا مزا آ گیا یا نہیں۔'' لیکن بے چاری موت کی دیوی نے کوئی جواب نہ دیا۔ کی
پھندا کس جانے کی وجہ سے اس کا گلا گھٹ گیا تھا اور وہ مر چکی تھی۔ عمرو نے پ
درخت سے باندھ کر موت کی دیوی کو درخت سے لٹکا دیا اور خود درخت سے
اتر آیا اور پھر جلدی سے واپس اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ واپس گھر پہنچ کر ع
نے اچھی طرح غسل کیا اور کھانا کھانے لگ گیا کیونکہ شام ہو چکی تھی۔

عمرو بہت تھک چکا تھا اور کھانا کھانے کے بعد تو اور زیادہ نیند آنے
تھی۔ عمرو اپنے کمرے میں جا کر سونے لگا۔ ان دنوں گرمی بہت زیادہ پڑ رہی تھی
ہر طرف گرم لوئیں چل رہی تھیں۔ رات کو بھی بہت گرمی ہوتی تھی۔ اس لیے عمر
نیچے نیند نہیں آ رہی تھی اچانک اس نے سوچا کہ آج چھت پر جا کر سوتا ہوں شا
چھت پر ہوا چل رہی ہو۔ تو عمرو عیار چھت پر چلا گیا وہاں آج کافی ٹھنڈی ہوا چل
رہی تھی عمرو نے اللہ کا شکریہ ادا کیا اور بستر بچھا کر لیٹ گیا اور پھر دنیا سے بے خبر

گیا اور نیند کی وادیوں میں کھو گیا۔ اگلے دن صبح وہ اٹھا اور قریبی پہاڑی پر چلا گیا
اور پہاڑی پر کھڑا ہو کر دور دور کی وادیوں کا جائزہ لے رہا تھا۔ اچانک اس کی نظر
نیچے پہاڑی راستے پر ایک گاڑی آتی دکھائی دی۔ عمرو سوچنے لگا کہ یہ کون لوگ ہو
سکتے ہیں۔ عمرو وہاں سے جلدی نیچے اترا اور گاڑی کا انتظار کرنے لگا۔ گاڑی
بجائے ادھر آنے کے دوسری سمت مڑ گئی دوسری طرف جنگل تھا۔ عمرو جلدی سے
جنگل کی طرف بھاگا۔ جب وہ لوگ جنگل میں پہنچے تو وہ اپنی گاڑی سے نیچے اتر
آئے۔ ان لوگوں کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی تھی۔ عمرو نے اسے دیکھا تو
دیکھتا ہی رہ گیا۔ عمرو اچانک ان کے سامنے آ گیا وہ لوگ گھبرا گئے مگر پھر سنبھل گئے
اور عمرو کی طرف دیکھنے لگے۔ عمرو نے غصے سے پوچھا۔ ''کون ہو تم لوگ اور کیا
کرنے آئے ہو یہاں؟''

ان میں سے ایک آدمی بولا۔ ''ہم تمہاری طرح کے انسان ہیں۔''

عمرو مسکرا کر بولا ''وہ تو ٹھیک ہے لیکن یہاں آنے کا مقصد۔''

وہ آدمی سگریٹ سلگا کر بولا۔ ''ہم سائنس دان ہیں اور اپنے تجربات
کیلئے یہاں اپنی فلم بنانا چاہتے ہیں۔''

عمرو بولا۔ ''فلم! کیا مقصد ہے تمہارا۔ فلم کیا ہوتا ہے؟''

وہ آدمی مسکرا کر بولا۔ ''بھائی جس طرح تم چلتے پھرتے ہو حرکتیں کرتے
ہو وہی حرکتیں ہم اپنے کیمرے میں بند کر لیتے ہیں اور پھر اسے سکرین پر چلا کر
ویسے ہی دیکھ سکتے ہیں۔''

عمرو سوچ کر بولا۔ ''ٹھیک ہے مگر یہاں پر اور کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ میں
چلتا ہوں۔'' عمرو واپس چلا آیا۔

وہ لوگ اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔ ادھر عمرو اپنے گھر پہنچا کیونکہ

شام ہو چکی تھی اور سردی بھی بڑھ رہی تھی لہٰذا وہ بستر میں لیٹ گیا اور سونے کی کوشش کرنے لگا۔مگر اس نیند کہاں آتی ۔ وہ اِدھر اُدھر کروٹیں بدلنے لگا۔ اِدھر سائنسدان لڑکی رات کے لباس میں اپنے کیمپ سے نکل کر ذرا ٹہلنے لگی کیونکہ آج چاندنی رات تھی اور چاندنی رات میں ایسے مناظر دیکھنے کو کم ملتے ہیں۔ ٹہلتی ٹہلتی وہ کیمپ سے ذرا دور نکل گئی اچانک ایک طرف سے چیتے نے اس پر حملہ کر دیا۔

اس کی چیخ نکل گئی اس سے پہلے کہ چیتا اس کو چیر پھاڑ دیتا عمرو نے چیتے کو دبوچ لیا اور پھر چیتا عمرو کے شکنجے میں دم توڑ گیا۔لڑکی کی چیخیں سن کر اس کے دوسرے سائنسدان ساتھی بھی کیمپ سے باہر نکل آئے انہوں نے جب چیتے کو دیکھا تو گھبرا گئے ۔لڑکی نے بتایا کہ اس نے چیتے سے اس کی جان بچائی ہے ۔ تمام سائنسدانوں نے عمرو کا بے حد شکریہ ادا کیا۔عمرو ان سے شکریہ وصول کر کے واپس اپنے گھر کی طرف چل پڑا، جہاں اس کے بیوی بچے اس کا انتظار کر رہے تھے۔ایک رات عیار زمانہ عمرو عیار اپنے مکان کی چھت پر سویا ہوا لمبے لمبے خراٹے لے رہا تھا۔اسے اپنے گرد و پیش کی کوئی خبر نہیں تھی۔

وہ یوں لمبی تان کر سو رہا تھا جیسے اب قیامت تک نہ اٹھے گا۔اس کی سیاہ لمبی داڑھی ہوا کے جھونکوں سے خوب لہرا رہی تھی۔اچانک فضا میں ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا ہیولہ نمودار ہوا۔وہ سیاہ ہیولہ آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگا۔یہاں تک وہ ہیولہ عمرو کے عین سر پر پہنچ گیا۔پھر وہ عمرو کی چارپائی کے قریب اتر گیا۔

یہ ایک بہت بڑا دیو تھا۔اس کے سر پر دو لمبے لمبے ، نوکیلے اور سینگ اگے ہوئے تھے۔لیکن جو عجیب بات تھی وہ یہ تھی کہ دیو کی کئی آنکھیں تھیں جو چہرے اور جسم کے مختلف حصوں پر اگی ہوئی تھیں۔دیو کا سر گنجا تھا۔اس نے اپنی شعلے برساتی ہوئی آنکھوں سے عمرو کو دیکھا اور اس کی داڑھی کو کھینچتے ہوئے

اسے اٹھانے کی کوشش کی لیکن پتلی سی داڑھی ٹوٹ کر دیو کے ہاتھ میں آ گئی اور عمرو چیختا چلاتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

’’او......او......آئی......کس ملعون نے میری داڑھی اکھیڑ ڈالی ہے۔

ہائے اللہ میں لٹ گیا میں برباد ہو گیا۔ابھی تو میری داڑھی کو اگے ہوئے چند دن ہی ہوئے تھے۔‘‘ عمرو زور زور سے چلانے لگا۔دیو نے غصے میں آ کر عمرو کو ایک دھپ لگائی تو وہ چارپائی سے نیچے لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا۔پھر وہ فوراً اٹھ کھڑا ہوا۔اس کی نظر دیو پر پڑی۔اتنے ہیبت ناک دیو کو دیکھ کر عمرو کی گھگھی بندھ گئی۔ ’’بیٹھو بھائی دیو۔تم کون ہو؟‘‘ عمرو نے خوف سے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔

’’میں آسمانی محل کا دیو ہوں اور تمہیں اپنے ساتھ آسمانی محل میں لے جانے کے لیے آیا ہوں۔‘‘ دیو نے غرا کر کہا۔

’’آہا۔دیو بھائی تم کتنے اچھے ہو۔شاید تم مجھے آسمانی محل کی سیر کرانا چاہتے ہو۔ میں تمہارے ساتھ ضرور جاؤں گا۔ ہائے میرے اللہ کتنا خوبصورت ہو گا آسمانی محل۔ میں وہاں مٹک مٹک کر سیر کروں گا۔ وہاں کے سب دیو میرے قدموں میں بچھ جائیں گے لیکن میں پاؤں کی ٹھوکر سے انہیں دور ہٹا دوں گا۔‘‘ عمرو خوشی سے چہکتا ہوا بولا۔ ’’بکواس بند کرو۔ میں تمہیں آسمانی محل کی سیر کروانے کے لئے نہیں بلکہ تمہاری قربانی دینے کے لیے لے جا رہا ہوں۔‘‘ دیو نے غصے سے تلملاتے ہوئے کہا۔ ’’کک......کیا......کیا تم مجھے وہاں اپنے دیوتا پر قربان کرنے کے لئے لے کر جا رہے ہو؟‘‘ عمرو خوف سے پیلا ہوتا ہوا بولا۔

’’ہاں! ہمارا دیوتا عیار انسانوں کی قربانی بہت پسند کرتا ہے اور ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تم بڑے عیار انسان ہو۔‘‘ دیو نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

’’ارے بھائی دیو تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں عیار و یار نہیں ہوں

ہوں۔ مجھے کیا معلوم یہ عیاری کیا ہوتی ہے میں تو ایک معمولی سا انسان ہوں اور
لکڑہارا ہوں۔'' عمرو نے بات بناتے ہوئے کہا۔

''تم بکواس کر رہے ہو ہمارے قاصد نے ہمیں کبھی غلط اطلاع نہیں
دی۔ اس کا کہنا ہے کہ تم دنیا کے سب سے بڑے عیار ہو۔'' دیو نے غصے سے کہا۔

''ارے میرے بھائی! دنیا کا سب سے بڑا عیار تو عمرو ہے۔ جاؤ اسے
جا کر تلاش کرو۔ غالباً وہ تمہیں امیر حمزہ کے پاس ملے گا۔'' عمرو نے اپنی جان
چھڑوانے کے لئے کہا۔

''تو کیا تم عمرو عیار نہیں ہو؟'' دیو نے حیرت سے پوچھا۔

''کیا تم نے عمرو عمرو لگا رکھی ہے۔ ایک بار کہہ جو دیا کہ میں عمرو
نہیں ہوں۔'' عمرو نے تھوڑا غصے میں آ کر کہا۔

''تم مجھے عیاری سے بہکا نہیں سکتے عمرو کے بچے۔ اگر تم میک اپ میں
بھی ہوتے تو میں تمہیں پہچان لیتا۔ اب تم میرے ساتھ آسمانی محل میں چلنے کے
لئے تیار ہو جاؤ'' یہ کہتے ہوئے دیو نے عمرو کو ٹانگوں سے پکڑ لیا۔ عمرو نے تڑپ کر
اس کے ہاتھوں سے نکل جانا چاہا لیکن دیو کے ہاتھ تو کسی شکنجے سے کم نہیں تھے۔ اس
نے اتنی مضبوطی سے عمرو کو پکڑ رکھا تھا کہ عمرو کو اپنی ٹانگوں میں سے جان نکلتی ہوئی
محسوس ہو رہی تھی۔

''چوہے کی اولاد! کیوں مجھے لنگڑا لولا بنانے پر تلے ہوئے ہو۔ میری
ٹانگیں چھوڑ دو ورنہ میں تمہارا تربوز جیسا سر پھوڑ ڈالوں گا۔'' عمرو نے چیختے ہوئے
کہا۔ لیکن دیو پر کوئی اثر نہ ہوا۔ وہ عمرو کو پکڑے ہوا میں اڑے جا رہا تھا۔ عمرو نے
غصے میں آ کر دیو کے گنجے سر پر ایک زوردار مکا مارا لیکن اس کا خود کا ہاتھ ٹوٹ کر رہ
گیا۔ دیو کا سر تو تانبے جیسا بنا ہوا تھا۔

عمرو بے بسی سے ہاتھ ملتا رہ گیا۔ دیو نے اسے اتنا موقع بھی نہیں دیا تھا
کہ وہ کوئی عیاری ہی دکھا سکتا۔ دیو تیزی سے آسمان کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ وہ
اس قدر بلندی پر آ چکا تھا کہ عمرو کو نیچے زمین پر ہر چیز کھلونوں کی مانند معلوم ہو رہی
تھی۔ دیو کتنی ہی دیر تک فضاؤں میں اڑتا رہا۔ آخر وہ ایک بہت بڑے اور وسیع و
عریض آسمانی محل میں اتر گیا۔ عمرو کو اس بات پر حیرت ہوئی کہ محل بغیر کسی سہارے
کے فضا میں معلق کھڑا تھا۔

محل کیا تھا کہ ایک بہت بڑا قلعہ تھا۔ محل میں ہر طرف بڑے بڑے
باغات، درخت اور پرندے موجود تھے۔ دیوؤں نے اپنے رہنے کے لئے بڑے
بڑے مکانات تعمیر کر رکھے تھے۔ ایک طرف ایک بہت بڑی اور عالی شان عمارت
کھڑی تھی۔ دیو عمرو کو لے کر اسی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ خوف سے عمرو کے
جسم پر کپکپی طاری ہو گئی۔ اسے یقین ہو گیا اب یہ دیو اسے اپنے دیوتا پر قربان کر
دے گا۔ چند لمحے بعد دیو اس عمارت کے سامنے پہنچ گیا۔ دراصل یہی شان دار
عمارت مرکزی آسمانی محل تھا۔ محل کے دروازے پر دو پہرے دار پہرہ دے رہے
تھے۔ دیو کو دیکھتے ہی پہرے دار دیوؤں نے راستہ چھوڑ دیا۔

دیو عمرو کو لے کر محل میں داخل ہو گیا۔ پھر وہ عمرو کو ایک بہت بڑے ہال
کمرے کے سامنے لے گیا۔ اس کمرے کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔
کمرے میں آنکھوں کو خیرہ کر دینے والی روشنیاں جگمگ کر رہی تھیں۔ عمرو کی
آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ آخر تھوڑی دیر بعد وہ روشنی میں دیکھنے کے قابل ہوا تو
اس نے دیکھا کہ اس کے بالکل سامنے سونے کے ایک جھلملاتے ہوئے تخت پر
ایک موٹا تازہ دیو براجمان تھا۔ اس نے زرق برق لباس پہن رکھا تھا۔ سر پر
سینکڑوں ہیروں سے مرصع تاج موجود تھا۔ اس کا دل چاہا کہ یہ ساری دولت اڑ کر

اس کی زنبیل میں آپڑے۔لیکن ایسا تو ناممکن تھا۔عمرو کو پکڑ کر لانے والے دیو نے جھک کر کہا۔

''سردار۔یہی عمرو عیار ہے۔ میں اسے بڑی آسانی کے ساتھ پکڑ لایا ہوں۔'' سردار نے عمرو پر ایک نظر ڈالی پھر بولا۔

''اسے لے جا کر شاہی باغ میں درخت کے ساتھ باندھ دو۔کل اسے دیوتا پر قربان کر دیا جائے گا۔یقیناً دیوتا اس کی قربانی سے خوش ہوں گے۔'' دیو نے پھر جھک کر سردار کو سلام کیا اور عمرو کو محل سے باہر لے آیا۔اس نے عمرو کو شاہی باغ میں لا کر ایک بڑے سے درخت کے ساتھ مضبوطی سے باندھ دیا اور واپس مڑ گیا۔

اب عمرو کے چہرے پر اطمینان تھا کیونکہ اس نے خود کو بندھوانے سے قبل زنبیل سے سنگ سلیمانی نکال کر اپنی مٹھی میں دبا لیا تھا۔جب دیو واپس محل کے اندر چلا گیا تو عمرو نے سنگ سلیمانی سے رسیوں کو رگڑنا شروع کر دیا جس سے تمام رسیاں باری باری ٹوٹ گئیں۔چند ساعت میں ہی عمرو مضبوط ترین رسیوں کے بندھن سے آزاد تھا۔

اب عمرو سوچنے لگا کہ ان دیوؤں کے سردار سے کس طرح نپٹا جائے۔ وہ کوئی معمولی شے معلوم نہیں ہوتا۔عمرو نے اسے دیکھتے ہی اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ آسانی سے مرنے والا دیو نہیں ہے۔آخر عمرو نے اپنے ذہن میں ایک ترکیب سوچی۔وہ اپنی زنبیل سنبھالتا ہوا اٹھا اور شاہی محل کی طرف چل پڑا۔محل کے قریب پہنچ کر عمرو ایک بڑے سے درخت کے نیچے چھپ گیا۔کیونکہ سامنے چند قدم کے فاصلے پر پہرے دار دیو محل کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے۔عمرو نے زنبیل سے سلیمانی تیر کمان نکالا۔اس نے زہر میں بجھا ہوا ایک تیر چلے پر چڑھایا۔پھر اس

نے نے ایک پہرے دار دیو کا نشانہ لے کر تیر چھوڑ دیا۔تیر سنسناتا ہوا گیا اور اس دیو کی کھوپڑی چیرتا ہوا نکل گیا۔

دیو چیخ کر زمین پر گرا اور خاک و خون میں لوٹ پوٹ ہونے لگا۔کیونکہ تیر زہریلا تھا اس لیے دیو چند لمحے تڑپنے کے بعد ٹھنڈا ہو گیا۔دوسرا دیو بوکھلا کر اپنے ساتھی کی طرف بڑھا اور جھک کر اس کا جائزہ لینے لگا۔اسی لمحے عمرو نے زنبیل سے حیدری تلوار نکالی اور درخت کی اوٹ سے نکل کر اس دیو کی طرف بڑھا۔قریب پہنچ کر عمرو نے تلوار دیو کی گردن سے لگا دی۔دیو بوکھلا کر مڑا اور عمرو کو دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔

''تت تم۔یہاں؟'' دیو ہکلا کر بولا۔

''ہاں۔تمہارا ساتھی میرے ہی تیر سے ہلاک ہوا ہے۔اگر تم مرنا پسند نہیں کرتے تو میری بات کا درست جواب دو۔یاد رکھو اگر تم نے جھوٹ بولا تو زندہ نہیں بچ سکو گے۔میرے ہاتھ میں حیدری تلوار ہے۔'' عمرو نے غرا کر کہا۔

''پوچھو۔کیا پوچھنا چاہتے ہو؟'' دیو نے خوف سے تھرتھراتے ہوئے کہا۔

''تمہارے سردار کو مارنے کا راز کیا ہے؟'' عمرو نے پوچھا۔

دیو چند لمحے تک کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔''بڑے دروازے کے ساتھ ہی دائیں طرف نیچے زینے ہیں جو ایک تہہ خانے میں جاتے ہیں۔لیکن زینوں دروازے پر ایک ایسا تالا لگا ہوا ہے جو کسی سے نہیں کھلتا۔اگر تم اس تالے کو کھ تہہ خانے میں داخل ہو جاؤ تو تمہیں تہہ خانے کی چھت سے ایک پنجرہ لٹکتا آئے گا جس میں ایک طوطا بند ہے۔بس اسی طوطے میں سردار کی جان ہے۔

نے اتنا ہی بتایا تھا کہ عمرو نے اس کی گردن کاٹ دی۔پھر آگے بڑھا۔

بڑے دروازے کے دائیں طرف زینے تھے۔عمرو نے زینے اترنے

لگا۔ آخر دروازے تک پہنچ گیا۔ عمرو نے حیدری تلوار سے دروازے کا تالا کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ چھت سے ایک پنجرہ لٹک رہا تھا۔ عمرو نے پنجرہ اتار لیا۔ پنجرے میں ایک طوطا بند تھا۔

عمرو نے چاقو سے طوطے کی ٹانگیں کاٹ دیں۔ اسی لمحے سردار چیختے چنگھاڑتے ہوئے وہاں آ گیا۔ اس کے دونوں بازو کٹے ہوئے تھے۔ عمرو نے فوراً طوطے کی دم بھی کاٹ دی۔ سردار کی ٹانگیں بھی کٹ گئیں اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا۔ عمرو نے اس کے سر سے تاج اتار کر زنبیل میں ڈالا اور چاقو طوطے کے دل میں اتار دیا۔

سردار کا دل بھی پاش پاش ہو گیا اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ اسی لمحے ایک زور کا دھماکہ ہوا اور ہر چیز وہاں سے غائب ہو گئی۔ پھر ایک طرف سے لمبے لمبے پروں والا جادوئی گھوڑا نمودار ہوا۔ گھوڑے کا رخ عمرو عیار کی طرف تھا۔ وہ عمرو کے قریب پہنچا اور سر جھکا کر عمرو کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ عمرو عیار مسکراتے ہوئے اس پر سوار ہوا اور گھوڑا ہوا میں اڑنے لگا اس کا رخ زمین کی طرف تھا، وہ گھوڑا امیر حمزہ نے عمرو عیار کیلئے بھیجا تھا۔ گھوڑا کچھ دیر بعد عمرو عیار کے گھر کے بالکل سامنے زمین پر اتر گیا۔ عمرو گھوڑے سے اترا اور گھر کے اندر داخل ہو گیا۔ حیرت کی بات تھی کہ اتنا وقت گزرنے کے بعد بھی یہاں رات ہی تھی۔ عمرو واپس چھت پر گیا اور بستر پر لیٹ کر سو گیا۔

سنگھاڑہ دیو

لالو پنڈت کی فوجوں کا سپہ سالار ایک طاقتور اور خوفناک دیو تھا جسے لالو پنڈت نے کوہ قاف سے بلایا ہوا تھا۔ یہ دیو طاقت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اس کے علاوہ اس دیو میں ایک اور خوبی یہ بھی تھی کہ یہ دیو بڑا عیار مکار تھا۔ اس نے عیاری کے نئے نئے حربے استعمال کر کے امیر حمزہ کی فوجوں کو سخت جانی و مالی نقصان پہنچایا تھا۔ آخر جب امیر حمزہ نے دیکھا کہ سنگھاڑہ دیو کسی طرح بھی زیر نہیں ہوتا تو انہوں نے دنیا کے چھٹے ہوئے عیار عمرو کو طلب کیا۔

عمرو جنگ سے سخت گھبراتا تھا۔ اس لئے وہ جنگ کی مصیبت سے بچنے کے لئے اپنے گھر بھاگ گیا تھا۔ کام تو اسے کوئی تھا نہیں چنانچہ سارا دن وہ اپنے گھر میں پڑا خوب نیند کے مزے لوٹنے لگا۔

امیر حمزہ کے قاصد نے عمرو کو آ کر تمام صورتحال بتائی تو عمرو کی آنکھوں میں خون اتر آیا وہ بھلا اپنے پیر و مرشد کو مصیبت میں مبتلا کیسے دیکھ سکتا تھا۔ عمرو نے فوراً اپنی سلیمانی زنبیل سنبھالی اور سیدھا امیر حمزہ کی خدمت میں جا حاضر ہوا۔ امیر حمزہ نے عمرو کو دیکھا تو خوش ہو کر بولے۔ ''اچھا ہوا عمرو تم آ گئے ہو۔ تم اچھے وقت پر آئے ہو جبکہ ہماری فوج سخت نقصان میں ہے۔ دراصل لالو پنڈت کی فوج کا سپہ سالار ایک سنگھاڑہ دیو ہے جسے لالو پنڈت نے کوہ قاف سے بلوایا ہے۔ سنگھاڑہ دیو نے عیاری سے ہماری فوج کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اگر اب بھی سنگھاڑہ دیو کو ختم نہ کیا گیا تو وہ ہمارے لئے ایک ناسور بن جائے گا۔ جسے بعد میں ختم کرنا مشکل ہو گا۔ لہٰذا میری خواہش ہے کہ تم سنگھاڑہ دیو کی ٹکر کے ہو۔'' امیر حمزہ کی بات پر عمرو

نے سینہ تانتے ہوئے کہا۔ ''یا امیر۔ آپ کی خاطر تو میں اپنی جان بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہوں۔ آپ فکر نہ کریں اگر میں نے سنگھاڑہ دیو کی ناک میں نکیل نہ ڈال دی تو میرا نام بھی عمرو نہیں۔''

''مجھے تم سے یہی امید تھی عمرو۔ مگر میرے بھائی ذرا احتیاط سے کام لینا کیونکہ سنگھاڑہ دیو کوئی معمولی دیو نہیں ہے۔ اس نے ہمارے بڑے بڑے پہلوانوں کو شہید کر دیا ہے۔'' امیر حمزہ نے عمرو کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''آپ کی بات بجا ہے اے امیر لیکن میں بھی تو کوئی معمولی عیار نہیں ہوں۔ میں نے بڑے بڑے عیاروں کے کان پکڑا دیئے ہیں۔ پھر یہ سنگھاڑہ دیو کس کھیت کی مولی ہے۔ لیکن امیر میری ایک مجبوری ہے۔ عمرو نے سر جھکاتے ہوئے کہا۔ امیر حمزہ نے حیرت سے پوچھا۔ ''کیسی مجبوری۔ کیا تم سنگھاڑہ دیو سے مقابلہ نہیں کرنا چاہتے؟'' ایسی کوئی بات نہیں یا امیر مگر میرا خدا جانتا ہے کہ مجھ پر کتنے قرضوں کا بوجھ ہے۔ میں سوچتا ہوں کہ اگر راستے میں قضا آ گئی تو قرض کون اتارے گا۔ بس یہی ایک مجبوری ہے۔'' عمرو نے اصل بات کہی۔ دراصل عمرو بڑا ہوشیار انسان تھا اور ہر کسی سے کچھ نہ کچھ لینے کی کوشش میں رہتا تھا۔ امیر حمزہ نے مسکراتے ہوئے اشرفیوں کی ایک تھیلی عمرو کی طرف پھینکی۔ ''لو عمرو۔ فی الحال تو میرے پاس یہی ہے۔ اگر تم سنگھاڑہ دیو کو ختم کر آئے تو میں تمہیں اس سے بھی زیادہ دولت دوں گا۔'' عمرو نے اچک کر تھیلی پکڑ لی۔ تھیلی دیکھ کر گویا اس کے چودہ طبق روشن ہو گئے تھے۔ اس نے اشرفیوں کی تھیلی اپنی مٹھی میں دبائی اور جوش سے بولا۔

''بس یا امیر۔ اب آپ جلد سنگھاڑہ دیو کی موت کی خبر سنیں گے۔'' یہ کہتے ہوئے عمرو خیمے سے باہر نکل آیا۔ اس نے سیدھا طلسم ہوشربا کی سرحد کا رخ

کیا۔ کیونکہ لالو پنڈت کی فوج نے طلسم ہوشربا کی سرحد پر پڑاؤ کر رکھا تھا۔ راستے میں عمرو نے رنگ و روغن کر کے عیاری سے اپنی شکل تبدیل کر لی۔ اب وہ ایک جوگی نظر آ رہا تھا۔ عمرو نے زنبیل سے ایک بین نکال کر منہ سے لگالی اور اسے بجاتا ہوا طلسم ہوشربا کی سرحد کی جانب روانہ ہو گیا۔ جب وہ سرحد کے قریب پہنچا تو وہاں پر موجود دو سرحدی محافظوں نے اس کا راستہ روک لیا۔

''او بھکاری کے بچے۔ کون ہے تو؟'' ایک محافظ نے عمرو کو بھکاری سمجھتے ہوئے کڑکتی ہوئی آواز میں پوچھا۔ ''ابے الو کے پٹھے تجھے بات کرنے کی تمیز نہیں۔ اپنے بزرگ کے ساتھ یوں بدتمیزی سے پیش آتا ہے۔'' عمرو کی بات سن کر اس محافظ کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا لیکن دوسرے محافظ نے اس کے کان میں کوئی بات کی جس پر اس محافظ نے عمرو سے کہا۔ ''تم جوگی ہو؟''

''ہاں۔ اب تم ٹھیک سمجھے ہو۔ تمہارا ساتھی بہت عقلمند معلوم ہوتا ہے۔'' عمرو نے جواب دیا۔ ''اچھا بتاؤ تم کہاں سے آ رہے ہو؟'' اس نے پھر پوچھا۔

''سانپ تلاش کرنے عرب گیا تھا۔ سنا تھا کہ عرب کے صحراؤں میں بڑے خوفناک صحرائی سانپ ملتے ہیں۔ چنانچہ میرے ہاتھ ایسے بہت سے سانپ لگے؟'' عمرو نے فوراً کہا۔

''کیا تم ہمیں وہ سانپ دکھاؤ گے؟'' محافظ نے بڑے شوق سے کہا۔

''ہاں ہاں۔ کیوں نہیں۔'' یہ کہتے ہوئے عمرو نے زنبیل سے ایک ڈبہ نکالا۔ اس نے ڈبہ محافظ کو پکڑا دیا اور بولا۔ ''اسے کھول کر دیکھ لو۔ اس میں ایسا سانپ بند ہے جو تم نے آج تک نہیں دیکھا ہوگا۔''

محافظ نے ڈبہ زمین پر رکھ دیا۔ دوسرا محافظ بھی زمین پر بیٹھ گیا۔ پھر پہلے محافظ نے آہستگی سے ڈبے کا ڈھکنا کھولا۔ ایک تیز بدبو کی پھوار ان کے نتھنوں میں گھستی چلی

گئی اور دونوں غش کھا کر زمین پر گر گئے۔ عمرو نے دراصل ڈبے میں عطر بے ہوشی ڈال رکھا تھا جس کی بدبو سے دونوں محافظ بے ہوش ہو گئے تھے۔ عمرو نے تلوار سے دونوں محافظوں کے سر قلم کئے اور ڈبہ اٹھا کر وہاں سے چلتا بنا۔ اب عمرو کا رخ لالو پنڈت کی فوجوں کی طرف تھا۔ آخر وہ اس جگہ جا پہنچا جہاں سنگھاڑہ دیو کی قیادت میں فوج نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا۔ عمرو نے دیکھا کہ دور دور تک خیموں کا ایک شہر آباد ہے۔ ایک طرف ایک شاندار اور بہت بڑا خیمہ ایک اونچے چبوترے پر نصب کیا گیا تھا۔ عمرو سمجھ گیا کہ وہی سنگھاڑہ دیو کا خیمہ ہے۔ لیکن خیمے کے اردگرد سخت پہرہ لگا ہوا تھا اور کسی اجنبی کا اندر جانا مشکل نظر آ رہا تھا۔

عمرو اب خیمے میں داخل ہونے کی تراکیب سوچنے لگا کہ خیمے کے اندر کس طرح داخل ہوا جائے۔ آخر عمرو نے ایک ترکیب سوچ ہی لی۔ وہ قریب ہی ایک جھاڑی میں جا گھسا۔ پھر اس نے اپنی سلیمانی زنبیل سے روغن عیاری نکالا اور اپنی شکل بدلنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوگی کے روپ سے ایک جادوگر کا روپ اختیار کر چکا تھا۔ عمرو نے اپنے چوغے پر لالو پنڈت کا نقلی تمغہ لگا لیا۔ دیکھنے والا بھی دھوکہ کھا سکتا تھا کہ وہ لالو پنڈت کا خاص آدمی ہے۔

عمرو زنبیل سنبھال کر جھاڑی سے باہر نکلا۔ اب اس کا رخ سنگھاڑہ دیو کے خیمے کی طرف تھا۔ جب وہ خیمے کے قریب پہنچا تو سنگھاڑہ دیو کے محافظوں نے اسے روک لیا۔ عمرو نے ان سے کہا۔ ''میں لالو پنڈت کا ایلچی ہوں۔ جاؤ سنگھاڑہ دیو کو میرے آنے کی اطلاع کرو۔'' عمرو کی بات سن کر ایک محافظ خیمے کے اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ خیمے سے باہر آیا اور عمرو سے مخاطب ہوا۔

''جاؤ۔ سنگھاڑہ دیو نے تمہیں طلب کیا ہے۔'' عمرو مسکراتا ہوا خیمے میں داخل ہو گیا۔ سامنے ایک تخت پر سنگھاڑہ دیو بیٹھا ہوا تھا۔ جسامت میں وہ عمرو سے

س گنا بڑا تھا۔ پورا خیمہ بڑا شاندار اور خوبصورت تیار کیا ہوا تھا۔ ہر طرف بصورت ریشم و ململ کے پردے لٹک رہے تھے۔ سونے چاندی کے ظروف بھی کھے ہوئے تھے۔ غرض کہ پورا خیمہ قیمتی قیمتی چیزوں سے سجا ہوا تھا۔ سنگھاڑہ دیو نے عمرو سے پوچھا۔

''بولو ایلچی۔ کیا پیغام لے کر آئے ہو؟'' عمرو نے جھک کر دیو کو سلام کیا اکہ سنگھاڑہ دیو کوئی شک نہ کر سکے پھر عمرو بولا۔

''عالی جاہ۔ لالو پنڈت شہنشاہ کا اقبال بلند ہو۔ انہوں نے پوچھا ہے کہ آپ نے ابھی تک اسلامی لشکر کو شکست کیوں نہیں دی۔ جبکہ اسلامی لشکر کا کافی تصان ہو چکا ہے۔'' ''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لالو پنڈت سے کہو کہ امیر حمزہ کے ب گنتی کے چند آدمی باقی رہ گئے ہیں اور میدان بہت جلد ہمارے ہاتھ آنے والا ہے۔'' سنگھاڑہ دیو نے کہا۔

''شہنشاہ آپ کے منہ سے یہ وجہ جاننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کو بلوایا ہے۔'' عمرو نے کہا۔

''اوہ اچھا یہ بات ہے۔ تو چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔'' سنگھاڑہ دیو نے اٹھتے ہوئے کہا۔ خیمے سے باہر آ کر اس نے محافظوں کو چوکنا رہنے کا حکم دیا۔ عمرو کے ساتھ اپنے ہوائی گھوڑے پر سوار ہوا اور گھوڑے کو لالو پنڈت کے محل کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ ہوائی گھوڑا فضا میں بلند ہوا اور برق رفتاری سے لالو پنڈت کے محل کی طرف اڑنے لگا۔ عمرو سنگھاڑہ دیو کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ عمرو نے موقع پاتے ہی سنگھاڑہ دیو کو نیچے دھکا دے دیا۔ سنگھاڑہ دیو ہوا میں قلابازیاں کھاتا ہوا زمین پر گر پڑا اور شدید زخمی ہو گیا۔ عمرو بھی نیچے زمین پر اتر آیا اور اس نے فوراً اپنی حیدری تلوار سے دیو کا سر قلم کر دیا اور اس کی گردن کو اپنی زنبیل میں

ڈال لیا۔ اس کے بعد عمرو واپس سنگھاڑہ دیو کے خیمے کی طرف آیا۔ وہاں آ کر
نے محافظوں سے کہا کہ سنگھاڑہ دیو نے کہا ہے کہ خیمے کے اندر مٹھائی کے ڈ
پڑے ہیں جو محافظوں میں بانٹ آؤ تو میں وہ مٹھائی تم سب میں بانٹ دیتا ہوا
یہ کہتے ہوئے عمرو خیمے میں داخل ہو گیا۔ خیمے میں آ کر عمرو نے اپنی زنبیل سے مٹ
کے ڈبے نکالے اور باہر آ کر تمام مٹھائی محافظوں میں بانٹ دی۔ مٹھائی
دراصل سفوف بے ہوشی شامل کیا ہوا تھا۔ جب محافظوں نے مٹھائی کھائی تو
بے ہوش ہو کر زمین پر گر گئے۔ عمرو نے خیمے کی تمام قیمتی چیزیں اپنی زنبیل
ڈالیں اور پھر خیمے سے باہر آ گیا۔ فوج کے پڑاؤ سے باہر نکل کر اس نے زنبیل
سنگھاڑہ دیو کا سر نکالا اور اس پر رنگ ملنے لگا۔ اس نے سنگھاڑہ دیو کا چہرہ اپنے جی
بنا لیا اور پھر عمرو نے اپنی شکل سنگھاڑہ دیو کے ایلچی کی شکل میں تبدیل کر لیا اور ہوا
گھوڑے پر سوار ہو کر لالو پنڈت کے محل کی طرف روانہ ہو گیا۔

عمرو محل میں داخل ہو کر لالو پنڈت کے کمرے کی طرف گیا۔ عمرو
سنگھاڑہ دیو کا سر لالو پنڈت کو پیش کیا۔ ''شہنشاہ۔ سنگھاڑہ دیو نے عمرو عیار کا سر
کاٹ کر آپ کی خدمت میں بھیج دیا ہے۔ کیونکہ یہ آپ کا ازلی دشمن تھا۔ لیکن ا
نے ہدایت کی ہے کہ آپ عمرو کے سر کو ہاتھ لگانے سے پہلے اسے دھوئیں۔ عمرو
سر دیکھ کر لالو پنڈت خوشی سے اچھل پڑا اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اس
ایک لاکھ اشرفیوں کی تھیلی عمرو کی طرف بڑھائی۔

''لو ایلچی۔ عمرو کا سر کاٹنے کی خوشی میں یہ تمہارا انعام۔'' عمرو نے تھیلی
لی اور محل سے باہر نکل گیا۔ عمرو کے جانے کے بعد لالو پنڈت نے سر دھلایا تو سارا
رنگ و روغن اتر گیا اور نیچے سے سنگھاڑہ دیو کا سر برآمد ہوا۔ یہ دیکھ کر لالو پنڈت
نے اپنا سر پیٹ لیا۔ عمرو اسے سخت چکمہ دے گیا تھا۔

دوسرے دن لالو پنڈت کو یہ خبر ملی کہ امیر حمزہ نے اس کی فوج کو بدترین
ست دے دی تھی۔ وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گیا اور منہ کالا کر کے اپنے محل میں گھس
۔ دوسری طرف عمرو پر ایک بار پھر دولت اکٹھا کرنے کا بھوت سوار ہو گیا۔ وہ
قت اپنی دولت کو بڑھانے کی فکر میں رہنے لگا۔ حالانکہ عمرو عیار کی زنبیل دنیا
ن کے خزانوں سے بھری ہوئی تھی۔ پھر بھی عمرو ہر کسی سے مال ہتھیانے کی فکر
ر رہتا تھا۔

اب کے عمرو عیار نے سوچا کہ طلسم ہوشربا میں گھس کر لوٹ مار کرنا
ہیے۔ ان دنوں امیر حمزہ کی فوج لالو پنڈت شہنشاہ طلسم ہوشربا کے ساتھ جنگ
نے کے لئے طلسم ہوشربا کی سرحد کے ساتھ خیمہ زن تھی۔ عمرو بھی امیر حمزہ کے
تھ آباد ہوا تھا۔ عمرو نے سوچا کہ اپنی ساری دولت زنبیل میں سے لے جا کر طلسم
ربا جانا مناسب نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے ایک دس من وزنی لوہے کا صندوق
۔ اس نے اپنی ساری دولت اس صندوق میں ڈالی پھر اس صندوق کو ایک من
نی تالا لگایا اور تالے کی دس سیر وزنی چابی اپنی زنبیل میں ڈال لی۔

عمرو نے یہ ساری احتیاط محض اس وجہ سے کی تھی کہ کوئی اس کی دولت نہ
اسکے۔ پھر عمرو نے اپنا سامان عیاری و مکاری زنبیل میں ڈالا اور گھوڑے پر سوار
ر طلسم ہوشربا کی جانب چل پڑا۔ ابھی عمرو طلسم ہوشربا کی سرحد پر پہنچا ہی تھا کہ
سے ٹھٹھک کر رک جانا پڑا۔ کیونکہ اس کے سامنے دو محافظ کھڑے تھے۔ عمرو نے
ی ہی دل میں ان محافظوں کو گالیاں دیں اور گھوڑے سے نیچے اتر آیا۔

''ابے کھوتے کے منہ والے کدھر کو منہ اٹھائے چلا آ رہا ہے۔'' ایک
فظ نے گرج دار آواز میں عمرو سے پوچھا۔'' اور عمرو غصے سے تلملا اٹھا اور کہا'' او
ہے کی اولاد۔ کیا تجھے بولنے کی تمیز نہیں۔ جو یوں گلا پھاڑ رہا ہے؟''

''ابے او۔ تم نے مجھے چوہے کی اولاد کہا۔ بڈھے کھوسٹ اپنے الفا
واپس لے لو ورنہ میں تمہاری بتیسی نکال کر تمہارے ہاتھ میں دے دوں گا۔'' محاف
نے غصیلی آواز میں عمرو سے کہا۔

''خاموش رہو بتیسی کے بچے۔ مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے۔ ذرا
کھانے کا بندوبست کرلوں۔ پھر تمہاری خبر لیتا ہوں۔'' عمرو نے منہ بناتے ہوئے
محافظ سے کہا۔ اور اپنی زنبیل سے برفی کا ایک ٹکڑا نکالا۔

برفی دیکھ کر محافظوں کے منہ سے پانی کا دریا بہنے لگا۔ ایک محافظ تو برفی
پر جھپٹ پڑا اور جلدی سے برفی چھین کر اپنے منہ میں ڈال لی۔ جیسے ہی برفی محافظ
کے منہ میں گئی وہ بے ہوش ہو کر گر گیا۔ کیونکہ برفی میں سفوف بے ہوشی ملایا ہوا تھا۔
دوسرے محافظ نے اپنے ساتھی کی طرف توجہ دیئے بغیر عمرو سے کہا کہ ''مجھے بھی برفی
دو ورنہ میں تمہیں چھوڑوں گا نہیں۔ اور تمہارے تھیلے سے خود ہی برفی نکال لوں
گا۔''

''تم بھی لے لو بھوکے کہیں کے۔'' عمرو ذرا مسکرا کر بولا اور زنبیل سے
ایک سرنج نکالی۔ جس میں ایک خاص قسم کا محلول بھرا ہوا تھا۔

''یہ برفی ہے۔'' محافظ حیرت سے بولا۔

''اس میں بڑا مزیدار شربت ہے۔ تم منہ کھولو میں تمہارے منہ میں
شربت ڈالتا ہوں۔'' عمرو نے عیاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔

بھولے بھالے محافظ نے فوراً اپنا منہ کھولا۔ عمرو نے سرنج سے اس کے
منہ میں محلول کی پچکاری دے ماری۔ محلول محافظ کے منہ پر لیپ ہو گیا اور اس
کے دونوں ہونٹ آپس میں جڑ گئے۔ عمرو نے زنبیل سے چاقو نکالا اور محافظ کی شہ
رگ کاٹ دی اس کے بعد عمرو نے دوسرے بے ہوش محافظ کو بھی ختم کیا اور آگے

بڑھ گیا۔ کچھ دور جانے کے بعد عمرو نے ایک جگہ میلہ لگا دیکھا۔ میلے میں بہت سی
دکانیں لگی ہوئی تھیں۔ عمرو ہیرے جواہرات کی دکان کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ اس
نے ایک تاج اٹھایا اور اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ تاج میں قیمتی ہیرے
جواہرات لگے ہوئے تھے۔

عمرو نے بڑی عیاری سے تمام ہیرے جواہرات نکال کر اپنی زنبیل میں
ڈال لیے اور تاج پرے پھینک کر دکاندار سے بولا ''اے بھائی۔ ذرا ادھر آنا مجھے
تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔''

عمرو اس کو ایک کونے میں لے گیا جہاں عمرو نے دکاندار کو سفوف بے
ہوشی سنگھا کر بے ہوش کر دیا اور واپس آ کر اس نے دکان میں موجود تمام ہیرے
جواہرات سمیٹ کر اپنی زنبیل میں ڈال دیئے۔ پھر وہ دوسری جانب چل پڑا جہاں
کھیل تماشے ہو رہے تھے۔ ایک طرف بہت بڑا مجمع لگا ہوا تھا اور بلند آواز سے
ڈھول بج رہا تھا۔ عمرو نے معلوم کیا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے۔ پتا چلا کہ امیر حمزہ کے
ایک پہلوان زناٹا اور طلسم ہوشربا کے نامور پہلوان شامودیو کے درمیان کشتی کا
مقابلہ چل رہا ہے۔ زناٹا پہلوان عمرو عیار کا جگری یار تھا۔ عمرو نے جب زناٹا کا نام
سنا تو ہجوم کو چیرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ میدان کے ایک طرف زناٹا پہلوان بیٹھکیں
نکال رہا تھا اور دوسری طرف شامودیو اپنے چیلوں کے درمیان تنا کھڑا تھا۔ عمرو
لپک کر زناٹا پہلوان کے قریب پہنچا۔ ''اوہ زناٹا بھائی۔ یہ تم کہاں آ پہنچے؟'' عمرو
نے آگے بڑھ کر زناٹا پہلوان سے لپٹتے ہوئے کہا۔ زناٹا پہلوان نے جب عمرو کو
دیکھا تو اس زور سے ملا کہ عمرو کی ہڈی پسلی کڑا کے نکل گئے۔

عمرو کو بھی شرارت سوجھی اور اس نے زناٹا پہلوان کے پیٹ میں
گدگدی شروع کر دی۔ زناٹا پہلوان نے مسکراتے ہوئے عمرو کو چھوڑ دیا۔

''عمرو۔ یار یہ شامودیو بڑی ڈینگیں مار رہا تھا۔ امیر حمزہ نے مجھے بھیجا ہے کہ ذرا اس کو نانی یاد دلا آؤں۔'' زناٹا پہلوان نے بتایا۔

''نانی تو کیا اس کو پرنانی بھی یاد آ جائے گی۔'' عمرو نے کہا اور زنبیل سے چمٹا نکال کر بجانے لگا۔ ساتھ ساتھ وہ زناٹا پہلوان کے ارد گرد بھنگڑا بھی ڈالنے لگا۔ لوگوں نے جو عمرو کا یہ تماشہ دیکھا تو کھلکھلا کر ہنس پڑے جبکہ شامودیو اور اس کے چیلوں کا منہ بن گیا۔ شامودیو نے غصے میں آ کر اپنا سو من وزنی سونے کا گرز اٹھایا اور اپنے چیلوں کو ادھر ادھر کرتے ہوئے زناٹا پہلوان کی طرف بڑھنے لگا۔ زناٹا پہلوان بھی شامودیو کی جانب بڑھنے لگا۔ عمرو نے چمٹا اور تیزی سے بجانا شروع کر دیا۔

اتنے میں شامودیو زناٹا پہلوان کے بالکل قریب آ پہنچا اور اس نے آتے ہی ایک سو من وزنی سونے کا گرز زناٹا پہلوان کی کھوپڑی پر مارا۔ مگر زناٹا پہلوان نے بھی اپنے دونوں ہاتھوں سے اس کے گرز کو پکڑا اور جھٹکے سے چھین کر دور پھینک دیا اور ایک زوردار تھپڑ شامودیو کے منہ پر رسید کر دیا جس سے شامودیو گھومتا ہوا دور جا گرا۔ عمرو جلدی سے گرز کی طرف بڑھا اور اسے اٹھا کر اپنی زنبیل میں ڈال لیا۔ اور خوشی سے ناچنے لگا۔ زناٹا پہلوان نے شامودیو کو لنگوٹی سے پکڑ کر اٹھایا اور اپنے سر سے اونچا کر کے زور سے زمین پر دے مارا۔ جس سے شامودیو کی ہڈی پسلی ایک ہو گئی اور شامودیو تڑپنے لگا۔ اس کے بعد زناٹا پہلوان نے ایک ٹانگ شامودیو کے پیٹ پر دے ماری جس سے شامودیو کی ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ وہیں دم توڑ گیا۔ اس کے بعد شامودیو کے چیلوں نے غصے میں آ کر منہ سے شعلے برسانے شروع کر دیئے لیکن زناٹا پہلوان کے سامنے وہ شعلے ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے ہاتھی کے سامنے چیونٹیاں۔

زناٹا پہلوان نے ایک پھونک ماری اور شامودیو کے تمام چیلے اڑتے ہوئے دور جا گرے۔ ایک چیلا عمرو کے قدموں میں آ گرا۔ عمرو نے فوراً زنبیل سے استرا نکالا اور اس چیلے کی ٹنڈ کر دی۔ پھر عمرو نے دو چھڑیاں لیں اور چیلے کو مرغا بننے کا حکم دیا۔ چیلا بے چارہ بڑا خوفزدہ ہو گیا اور فوراً مرغا بن گیا عمرو اس کی پیٹھ پر سوار ہو گیا جیسے گھوڑے پر سوار ہو گیا ہو۔ اور اس کی ٹنڈ پر چھڑیاں مارتے ہوئے زناٹا پہلوان کی فتح کا اعلان کرنے لگا۔ لوگوں نے جب یہ تماشہ دیکھا تو سارا مجمع جھوم اٹھا۔ عمرو نے مار مار کر چیلے کے سر کا بھرتہ بنا دیا۔

جب چیلا ادھ موا ہو گیا تو عمرو اس کی کمر سے نیچے اتر آیا اور اس کی گردن پر اس زور سے چھڑی ماری کہ وہ دھڑم سے زمین پر گر گیا اور دم توڑ دیا۔ ادھر زناٹا پہلوان نے دوسرے چیلوں کو مار مار کر برا حال کر دیا۔ تب سارے چیلے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے دم دبا کر بھاگ نکلے۔ زناٹا پہلوان نے زوردار دھاڑ مار کر اپنی فتح کا اعلان کیا۔

''اچھا بھائی عمرو۔ اب میں واپس چلا'' زناٹا پہلوان نے عمرو سے کہا۔

عمرو نے اس کو الوداع کہا اور چوکڑیاں بھرتا ہوا لالو پنڈت کے محل کی طرف دوڑ پڑا۔ اب رات ہونے کو آئی تھی اس لئے عمرو لالو پنڈت کے محل سے دولت لوٹ کر واپس جانا چاہتا تھا۔ ابھی وہ لالو پنڈت کے محل سے کچھ ہی فاصلے پر پہنچا تھا کہ اسے اپنے عقب سے گانے بجانے کی آوازیں سنائی دیں۔ عمرو فوراً ایک جھاڑی میں چھپ گیا۔ اتنے میں بہت سے گانے بجانے والے اس کے سامنے سے گزرے۔ عمرو فوراً سمجھ گیا کہ یہ لالو پنڈت کے گویئے ہیں اور لالو پنڈت کو گانا سنانے اس کے محل میں جا رہے ہیں۔ عمرو نے اپنے عیار ذہن میں فوراً ایک ترکیب سوچ لی۔ اس نے اپنی زنبیل سے سفوف بے ہوشی نکالا اور جب آخری گویا عمرو

کے سامنے سے گزرا عمرو نے لپک کر اس کے منہ پر سفوف بے ہوشی دے مارا جس
سے وہ گویا فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ عمرو نے اس گویے کو ٹھکانے لگایا اور اس کے
گھوڑے پر سوار ہو کر دوسرے گویوں کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

عمرو نے اپنی زنبیل سے روغن عیاری نکالا اور اپنی شکل اس گویے جیسی
بنالی جسے اس نے بے ہوش کیا تھا۔ اور آگے بڑھ کر ان گویوں کے ساتھ گھل مل گیا
۔ باتوں باتوں میں ہی اسے پتا چلا کہ اس گویے کا نام گامو ہے۔ عمرو دوسرے
گویوں کے ساتھ ساتھ گاتا بجاتا لالو پنڈت کے محل پہنچ گیا تو لالو پنڈت راگ و
رنگ کی محفل جمائے بیٹھا تھا۔ سب لوگ لالو پنڈت کو اپنی اپنی باری پر گانا سنانے
لگے۔ جب گامو یعنی عمرو کی باری آئی تو عمرو نے اٹھ کر لالو پنڈت سے مودب لہجے
میں کہا۔

''عالیجاہ۔ میں آج گانے کے ساتھ ناچ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔''

''بہت خوب۔ تمہیں اجازت ہے۔'' لالو پنڈت نے خوش ہو کر کہا۔

''جناب۔ اگر ناچ کے ساتھ شراب بھی ہو جائے تو محفل کا لطف دوبالا
ہو جائے گا۔'' عمرو نے مودب لہجے میں کہا۔

لالو پنڈت نے اس کی بھی اجازت دے دی۔ عمرو نے شراب کا ایک
مٹکا منگوایا اور نہایت صفائی سے شراب کے مٹکے میں سفوف بے ہوشی ملا دیا۔ پھر وہ
شراب کے پیالے بھر بھر کر حاضرین محفل کو دینے لگا۔ آخر میں عمرو نے سونے کے
پیالے میں لالو پنڈت کو شراب پیش کی اور پھر گانے کے ساتھ ناچنا شروع کر دیا۔
سب نے غٹا غٹ شراب چڑھائی اور عمرو کا ناچ دیکھنے میں محو ہو گئے۔ عمرو بہت
اچھا ناچ لیتا تھا۔ اس کا ناچ دیکھ کر تمام حاضرین لالو پنڈت سمیت مستی سے
جھومنے لگے۔

ناچ سے زیادہ ان پر نشہ آور شراب کا اثر تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں سب
بے ہوش ہو کر زمین پر گر کر لیٹ گئے۔ عمرو نے زنبیل سے خنجر نکال کر ان کا قتل عام
شروع کر دیا۔ لالو پنڈت کو اس نے چھوڑ دیا۔ کیونکہ لالو پنڈت کے ہمزاد ہر وقت
اس کی حفاظت کرتے رہتے تھے۔ پھر عمرو نے دربار کا قیمتی مال اپنی زنبیل میں منتقل
کرنا شروع کر دیا۔ عمرو نے دربار کی ایک ایک چیز اپنی زنبیل میں ڈال لی یہاں
تک کہ دربار برسوں پرانا کھنڈر نظر آنے لگا۔

پھر عمرو دربار سے باہر نکلا اور واپس چل پڑا۔ عمرو چلا جا رہا تھا کہ اسے
ایک خوشنما باغ دکھائی دیا۔ ایسا خوب صورت باغ عمرو نے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس کا
دل جھوم اٹھا۔ وہ فوراً باغ میں داخل ہوا اور پھل توڑ توڑ کر کھانے لگا۔ جب عمرو
نے پھلوں سے خوب پیٹ بھر لیا تو اسے نیند آنے لگی۔ چنانچہ عمرو وہیں باغ میں نرم
نرم گھاس پر لیٹ گیا اور خراٹے نشر کرنے لگا۔

اِدھر جب لالو پنڈت کو ہوش آیا تو اس نے دربار میں خون ہی خون
دیکھا۔ دربار کا سارا قیمتی مال بھی غائب تھا۔ لالو پنڈت نے غصے میں آکر زمین پر
پاؤں مارا۔ فوراً زمین سے ایک طلسمی پتلا نمودار ہوا۔

''کیا حکم ہے میرے بادشاہ؟'' طلسمی پتلے نے پوچھا۔

''یہ سارا خون خرابہ کس مردود نے کیا ہے؟'' لالو پنڈت نے غرا کر پوچھا۔

''عالی جاہ۔ ان کو عمرو عیار نے ہلاک کیا ہے۔'' یہ کہہ کر طلسمی پتلا زمین
میں غائب ہو گیا۔ لالو پنڈت عمرو کے نام پر چونکا پھر اس نے تالی بجائی۔ ایک کنیز
فوراً وہاں آ گئی۔

''جاؤ شانگلو جادوگر کو بلاؤ۔'' لالو پنڈت نے کنیز سے کہا۔ وہ جھک کر
چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد شانگلو جادوگر اندر داخل ہوا۔ خون خرابہ دیکھ کر وہ حیرت

زدہ سارہ گیا۔

''شانگلو۔ان کو عمروعیار نے ہلاک کیا ہے۔تم فوراً اس کے پیچھے جاؤ اور اسے پکڑ کر لے آؤ۔ابھی وہ زیادہ دور نہیں گیا ہوگا؟'' لالو پنڈت نے کہا۔

شانگلو جادوگر نے اثبات میں سر ہلایا اور جھک کر باہر نکل گیا۔دربار سے باہر آکر شانگلو جادوگر نے منہ میں کوئی منتر پڑھا۔فوراً آسمان سے ایک تخت نیچے آیا۔شانگلو جادوگر تخت پر بیٹھ گیا اور اسے عمرو کے پاس چلنے کا حکم دیا۔تخت ہوا میں اڑنے لگا اور پھر ایک باغ میں عمروعیار کے قریب اتر گیا۔عمروعیار ابھی تک سو رہا تھا۔شانگلو جادوگر نے فوراً عمرو کو پہچان لیا۔اس نے ہاتھ فضا میں بلند کیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بوتل آگئی۔شانگلو جادوگر نے بوتل کا ڈھکن اتارا اور عمرو کو بوتل میں داخل ہونے کا حکم دیا۔

عمرو اچک کر بوتل کے اندر داخل ہوگیا۔وہ بالشت بھر کا بونا بن گیا تھا۔شانگلو جادوگر نے بوتل پر ڈھکن لگایا اور تخت پر بیٹھ کر لالو پنڈت کے محل کی طرف اڑنے لگا۔اسی لمحے عمرو کو ہوش آگیا۔عمرو نے دیدے مٹکا کر اِدھر اُدھر دیکھا اور خود کو بوتل میں قید دیکھ کر حیران رہ گیا۔پھر اس کی نظر شانگلو جادوگر پر پڑی۔

''اے کیکڑے کی اولاد تو کون ہے؟'' عمرو نے پوچھا۔

''کیکڑا۔میں کیکڑا۔ہاہاہا۔خبردار عمرو کے بچے جو مجھے کیکڑا کہا۔'' شانگلو جادوگر غصیلے لہجے میں بولا۔

''خاموش الو کے پٹھے۔میں عمرو کا بچہ نہیں خود عمرو ہوں۔'' عمرو نے غصے سے کہا۔

یہ سن کر شانگلو کا چہرہ غصے سے لال پیلا ہوگیا۔اس نے عمرو کو بوتل سے نکالا اور ایک زوردار چانٹا عمرو کے منہ پر مارا۔دبلا پتلا عمرو بے چارہ قلابازی کھا

کر تخت سے نیچے جا گرا اور پھر زمین پر لڑکھڑاتا ہوا دور جا گرا۔

عمرو سمجھا کہ اب خیر نہیں۔زمین پر گرتے ہی ان کا سرمہ بن جائے گا۔مگر اتفاق سے عمرو دریا میں گرا۔پانی میں گرنے کی وجہ سے وہ بچ گیا اور تیرتا ہوا کنارے پر آگیا۔اسی لمحے عمرو نے دیکھا کہ شانگلو جادوگر تخت پر بیٹھا نیچے آرہا ہے۔عمرو نے فوراً زنبیل سے لمبے بالوں والی وگ نکالی اور سر پر لگالی اور اپنا میک اپ کر کے خود کو ایک خوبصورت عورت میں تبدیل کر لیا۔اب وہ ایک خوبصورت عورت نظر آرہا تھا۔اتنے میں شانگلو جادوگر اس کے قریب آکر اترا۔

''اے اور۔تو نے یہاں ایک پتلے سے آدمی کو گرتے دیکھا ہے۔'' شانگلو جادوگر نے عمرو کو عورت سمجھتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں بھائی۔مگر تو نے اس سے کیا لینا ہے؟'' عمرو نے پوچھا۔

''میں نے اسے اس بوتل میں بند کرنا ہے۔'' شانگلو بولا۔

''ہیں۔اس بوتل میں مگر کیسے؟'' عمرو حیرت سے بولا۔

''یہ طلسمی بوتل ہے۔میں اس کا منہ عمرو کی طرف کر کے اسے بوتل میں بند ہونے کا حکم دوں گا تو وہ بوتل میں قید ہو جائے گا۔'' شانگلو نے بتایا۔

''ذرا دکھانا تو۔'' عمرو نے عیاری سے مسکراتے ہوئے کہا۔

شانگلو نے بوتل اسے دے دی۔عمرو نے جلدی سے طلسمی بوتل کا منہ شانگلو کی طرف کیا اور بولا ''چل رے شانگلو اس بوتل میں بند ہو جا۔'' شانگلو جادوگر اچک کر بوتل میں بند ہوگیا۔

عمرو نے بوتل پر ڈھکنا لگایا اور بوتل پیر پر رکھ کر ایک قہقہہ لگایا۔پھر عمرو نے طلسمی بوتل دریا میں اچھال دی۔اب عمروعیار سیر و تفریح کی غرض سے ایک دور دراز علاقے کی طرف چل پڑا۔کافی دور جانے کے بعد عمروعیار ایک بہت

خوبصورت باغ کے پاس پہنچ گیا جس میں طرح طرح کے پھل لگے تھے۔ عمرو عیار کو بہت تیز بھوک لگی تھی اس لیے عمرو نے ایک درخت سے سنگترے اتارے اور اسی درخت کے نیچے بیٹھ کر بڑے آرام سے کھانے لگا۔ جب عمرو عیار کا پیٹ بھر گیا تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آگے جانے کی سوچنے لگا۔ اچانک اسی درخت کا تنا کھل گیا جس طرح دروازہ کھلتا ہے۔ عمرو بہت حیران ہوا کہ یہ کیا چکر ہے۔ عمرو اس درخت کے تنے کی طرف بڑھا اور اس کے اندر داخل ہو گیا۔ وہ درخت پھر سے بند ہو گیا اور اب عمرو درخت کے تنے کے اندر اندھیرے میں کھڑا ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اچانک عمرو عیار کو محسوس ہوا کہ وہ نیچے ہی نیچے دھنستا جا رہا ہے۔ عمرو کو خوف آنے لگا کہ اب کیا ہونے والا ہے۔ اچانک عمرو ایک شاندار محل میں جا گرا۔ محل کے اندر جگہ جگہ ڈھانچے کھڑے تھے۔ ان ڈھانچوں کو دیکھ کر اچانک عمرو ڈر گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اس کے بعد ایک ڈھانچہ سر پر تاج سجائے محل میں داخل ہوا اور تخت پر بیٹھ گیا۔ عمرو اسے دیکھ کر ڈر کے مارے کانپ رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ بس آج میری خیر نہیں۔ اچانک ڈھانچہ بولا۔

''مجھے تمہارے جیسے انسان کے خون کی اشد ضرورت تھی جس سے میں پھر جوان اور انسانی شکل میں آ جاؤں گا اور پھر کبھی نہیں مروں گا۔''

عمرو ڈر کے مارے بولا۔ ''مگر عالی جاہ! مجھ میں خون کہاں ہے۔ میں تو خود کمزور انسان ہوں مجھ سے کیا خون نکلے گا۔'' ڈھانچہ بھیانک قہقہہ لگا کر بولا۔

''یہ تو وقت بتائے گا ہم تمہیں ایسے نہیں ماریں گے۔ پہلے تمہیں بہترین چیزیں کھلائیں گے۔ جس سے تمہارے اندر خون پیدا ہو گا اس کے بعد تمہارا خون نکالیں گے۔ بادشاہ ڈھانچے نے تالی بجائی اور دو ڈھانچے آگے بڑھے اور عمرو کو بازوؤں سے پکڑا اور ایک طرف لے جانے لگے۔ عمرو کو ایک نہایت شاندار کمرے

میں قید کر دیا گیا اور باہر سے دروازہ بند کر دیا۔ عمرو کو اپنی موت صاف نظر آ رہی تھی اور وہ کوئی ترکیب سوچ رہا تھا مگر اس کے ذہن میں کوئی ترکیب نہیں آ رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد وہ ڈھانچے ایک ٹرے میں کھانا لائے۔ وہ کھانا عمرو کے آگے رکھا اور چل دیئے۔ کھانا بہت شاندار اور مزیدار تھا۔ مرغ روسٹ کئے ہوئے تھے اور طرح طرح کے خوش ذائقہ پھل اور مشروبات رکھے ہوئے تھے۔ عمرو سب کچھ بھول کر کھانے پر ٹوٹ پڑا اور سارا کھانا چند منٹوں میں ختم کر کے ڈکار ماردی۔ وہی دونوں ڈھانچے واپس آئے اور خالی ٹرے لے کر چلے گئے۔ عمرو کو اپنی جان کی فکر لاحق ہوئی اسے کوئی ترکیب سجھائی نہیں دے رہی تھی۔ اگلے دن پھر ان ڈھانچوں نے عمرو کو بہت کچھ کھلایا پلایا۔ عمرو حیرت انگیز طور پر صحت مند ہونے لگا۔ تب عمرو نے زنبیل سے میک اپ کا سامان نکالا اور ایک حسین عورت کا روپ دھار لیا۔ ڈھانچے جب کھانا دینے آئے تو عمرو کی جگہ عورت کو پا کر واپس چلے گئے اور اپنے سردار ڈھانچے کو سارا ماجرا سنایا۔ سردار ڈھانچہ جب ان کے ساتھ کمرے میں آیا تو اس نے عمرو کی جگہ ایک حسین عورت کو پایا۔

سردار ڈھانچہ بولا۔ ''اے عورت کون ہے تو اور کہاں سے آئی ہے۔''

عورت یعنی عمرو بولا۔ ''میں حور عرب ہوں اور تم لوگوں نے جو آدمی یہاں قید کر رکھا تھا وہ دراصل جادوگر تھا وہ مجھے اپنی جگہ چھوڑ گیا ہے۔ اب تم جو چاہو میرے ساتھ سلوک کر سکتے ہو۔''

سردار ڈھانچہ بولا۔ ''کم بخت بھاگ گیا اور تمہیں یہاں چھوڑ گیا ہمیں تم سے کیا فائدہ۔ ہمیں ایک مرد کی ضرورت تھی۔ خیر تمہارا خون بھی ہمارے کام آ سکتا ہے۔ سردار ڈھانچے نے اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اسے۔ ! چلو اور اسے ذبح کر دو۔ ڈھانچوں نے اس عورت یعنی عمرو کو پکڑا اور ذبح کرنے والی جگہ۔ لے گئے۔ وہاں

انہوں نے عمرو کا سر ایک پتھر پر رکھا اور ایک ڈھانچہ تلوار لے کر آگے بڑھا۔

اچانک وہ عورت بولی۔ ٹھہرو میرا خون اب اور اسی وقت تمہارے کام نہیں آسکتا ہے۔ ڈھانچہ بولا۔ کیوں؟ اس وقت کیا بات ہے جو تمہارا خون ہمارے کام نہیں آسکتا۔ عمرو جو عورت کے بھیس میں تھا، بولا۔ آج کالی جمعرات ہے اور کالی جمعرات کو وہ جادوگر میرا خون سفید کر دیتا ہے اور اس خون کو تم استعمال کرو گے تو بھسم ہو جاؤ گے۔ ڈھانچہ ڈر گیا اور بولا۔ میں ابھی اپنے سردار کو بتاتا ہوں۔ ڈھانچہ عمرو کو چھوڑ کر سردار کی طرف چل دیا۔ اس کے جاتے ہی عمرو نے پھر میک اپ کر کے خود کو نوے سال کا بوڑھا بنا لیا اور آرام سے بیٹھ گیا۔ جب سردار ڈھانچہ اور اس کے ساتھی ڈھانچے آئے تو وہاں ضعیف بوڑھے کو پا کر بڑے حیران و پریشان ہوئے کہ ابھی ابھی تو ایک عورت موجود تھی اب یہ بوڑھا کہاں سے آ گیا۔ سردار ڈھانچہ بوکھلا گیا اور ڈر کر ایک طرف کو دوڑ لگا دی باقی ڈھانچے بھی سردار کے پیچھے بھاگنے لگے۔ عمرو اپنی جگہ ساکت بیٹھا ان کو دیکھتا رہا۔ اچانک عمرو ایک زوردار قہقہہ لگا کر ہنسا اور وہاں سے رفو چکر ہو کر اپنے گھر کی جانب روانہ ہو گیا۔